لاہور
ہفت روزہ
ندائے خلافت
www.tanzeem.org

09

مسلسل اشاعت کا
33واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

16 تا 22 شعبان المعظم 1445ھ / 27 فروری تا 4 مارچ 2024ء

مشرقِ وسطیٰ : تیسری عالمی جنگ کا میدان

احادیث سے تو یہ بات صراحت کے ساتھ معلوم ہوتی ہی ہے کہ ان جنگوں کا میدان مشرق وسطیٰ بنے گا، عالمی حالات اور واقعات بھی ایک عرصہ سے اسی جانب اشارہ کر رہے ہیں کہ آئندہ جنگ عظیم یعنی اس صدی کی تیسری عالمگیر جنگ یورپ میں نہیں، مشرق وسطیٰ میں لڑی جائے گی۔ اب ظاہر ہے کہ اس علاقے میں موجود امت مسلمہ یعنی امت محمد ﷺ کا افضل تر حصہ یعنی ''اُمیّین'' یا عرب مسلمان تو چودہ سو برس سے آباد ہیں ہی، اس صدی کے آغاز سے سابقہ اور معزول شدہ امت مسلمہ یعنی یہودیوں کی بھی از سرِ نو آباد کاری زور شور کے ساتھ شروع ہو گئی تھی، جو عنقریب اپنے کلائمیکس کو پہنچ جائے گی اور پوری دنیا سے تمام یہودی کشاں کشاں یہیں آ کر آباد ہو جائیں گے۔ چنانچہ ان عظیم جنگوں یا سلسلۂ ملاحم کے ذریعے ہولناک تباہی کی صورت میں اللہ کے قانونِ عذاب کے مطابق شدید ترین کوڑے ان ہی دونوں پر پڑیں گے۔ لیکن ان کے مابین بالآخر ایک عظیم فرق و تفاوت ظاہر ہوگا۔ یعنی سابقہ معزول، مغضوب، اور ملعون امت یہود پر تو اللہ کے اس ''عذابِ اکبر'' کے فیصلے کا نفاذ ہوگا جس کی مستحق وہ حضرت مسیحؑ کی رسالت کے انکار اور آنجنابؑ کو اپنے بس پڑتے سولی پر چڑھوا دینے کی بناء پر اب سے دو ہزار برس قبل ہو چکی تھی لیکن جس کے نفاذ کو ایک خاص سبب سے مؤخر کر دیا گیا تھا، چنانچہ اب اسے ان ہی حضرت مسیحؑ کے ذریعے اور مسلمانوں کے ہاتھوں نسیاً منسیا اور نیست و نابود کر دیا جائے گا، بالکل جیسے حضرات نوح، ہود، صالح، لوط اور شعیب علیہم السلام کی اقوام اور آلِ فرعون اپنی اپنی جانب بھیجے جانے والے رسولوں کی نگاہوں کے سامنے ہلاک کئے گئے تھے۔ لیکن اس کے برعکس چونکہ موجودہ امت مسلمہ اللہ کے آخری رسول ﷺ کی امت ہے اور آنحضور ﷺ کے قول کے مطابق خود آخری امت کی حیثیت رکھتی ہے، مزید برآں وہ صرف ایک نسل پر مشتمل نہیں بلکہ ''ملٹی نیشنل'' امت ہے، لہٰذا اسے اس کے جرائم کے بقدر سزا دینے کے بعد توبہ کی توفیق اور اصلاح کا موقع عنایت کر دیا جائے گا، جس سے اسلام کی نشأۃِ ثانیہ اور دینِ حق کے غلبے کا دورِ ثانی شروع ہوگا جو اس بار پورے عالم انسانی اور کل روئے ارضی کو محیط ہوگا، جس کی صریح اور واضح خبریں دی ہیں جنابِ صادق و مصدوق ﷺ نے۔

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی!

مسلمان امتوں کا ماضی، حال اور مستقبل
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

غزہ پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کو 144 دن گزر چکے ہیں!
کل شہادتیں: 29500 سے زائد، جن میں بچے: 12500،
عورتیں: 9500۔ زخمی: 79000 سے زائد

اس شمارے میں

غلطی نہیں، غلطی پر اصرار تباہی کا باعث.....
موجودہ سیاسی صورت حال پر 15 نکاتی تبصرہ
الیکشن 2024ء کے نتائج اور اسٹیبلشمنٹ کا کردار
حیا ہی پہچان ہماری
رمضان میں تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام ملک بھر میں دورہ ترجمہ قرآن پروگرام
I'm an American Doctor Who Went to Gaza

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو الہام

الہدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1074

سُورَۃُ الْقَصَص | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | آیات: 07، 08

وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّ مُوْسٰۤى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ
وَلَا تَحْزَنِىْ ۚ اِنَّا رَاۤدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ ٧ فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ
لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ۗ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِئِيْنَ ۝ ٨

آیت: ۷ ﴿وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّ مُوْسٰۤى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ﴾ ''اور ہم نے وحی کردی موسیٰؑ کی والدہ کو کہ تم اسے دودھ پلاتی رہو۔''

﴿فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ ۚ﴾ ''اور جب تمہیں اس کے بارے میں اندیشہ ہو تو اسے دریا میں ڈال دینا اور نہ خوف کھانا اور نہ رنجیدہ ہونا۔''

کہ جب تمہیں معلوم ہو کہ حکومتی کارندے تلاشی کے لیے آرہے ہیں اور پکڑے جانے کا امکان ہے تو بلاخوف وخطر بچے کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔

﴿اِنَّا رَاۤدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝﴾ ''ہم اسے لوٹانے والے ہیں تمہاری طرف اور اسے بنانے والے ہیں رسولوں میں سے۔''

آیت: ۸ ﴿فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ﴾ ''تو اُسے اٹھالیا فرعون کے گھر والوں نے''

''لُقطہ'' کے معنی ایسی چیز کے ہیں جو کہیں گری پڑی ہو اور کوئی اسے اٹھالے۔ فقہ کی کتابوں میں ''لُقطہ'' کے بارے میں تفصیلی احکام ومسائل ملتے ہیں۔

﴿لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ۗ﴾ ''تاکہ وہ بن جائے ان کے لیے دشمن اور پریشانی (کا باعث)۔''

اس کا یہ مطلب نہیں کہ بچے کو دریا سے نکالتے ہوئے ان کا یہ مقصد تھا یا انہیں معلوم تھا کہ ایسے ہوگا' بلکہ مراد یہ ہے کہ بالآخر اس کا جو نتیجہ نکلا وہ یہی تھا کہ وہ بچہ اُن کے لیے تکلیف اور پریشانی کا باعث بن گیا۔

﴿اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِئِيْنَ ۝﴾ ''یقیناً فرعون' ہامان اور ان کے سب لشکر (اپنی تدبیر میں) خطا کار تھے۔''

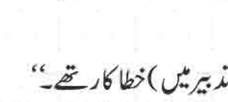

درس حدیث

لقطہ (گری پڑی چیز) کے احکام

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سُئِلَ عَنِ اللُّقَطَةِ؟ فَقَالَ: ((عَرِّفْهَا سَنَةً، فَإِنِ اعْتُرِفَتْ فَأَدِّهَا فَإِنْ لَمْ تُعْرَفْ فَاعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِعَاءَهَا ثُمَّ كُلْهَا فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ)) (صحیح مسلم)

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لقطہ کے متعلق پوچھا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سال بھر اس کے مالک کا پتہ کرتے رہو، اگر کوئی اس کی (پہچان) کرلے تو اسے دے دو، ورنہ اس کی تھیلی اور اس کا بندھن یاد رکھو، پھر اس کو اپنے کھانے میں استعمال کرلو، اگر اس کا مالک آجائے تو اسے ادا کردو۔''

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

16 تا 22 شعبان المعظم 1445ھ جلد 33
27 فروری تا 4 مارچ 2024ء شمارہ 09

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

"دارالاسلام" ملتان روڈ چونگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک .... 800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غلطی نہیں، غلطی پر اصرار تباہی کا باعث بنتا ہے!

انسانی تاریخ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ غلطی نہیں، بلکہ غلطی کا تسلسل اور اُس پر اصرار درحقیقت فرد اور معاشرہ کی تباہی اور بربادی کا باعث بنتا ہے۔ اکثر اوقات یہ ضد اور انا کا مسئلہ بن جاتا ہے جس سے بڑی بڑی ریاستیں اور مملکتیں بھی زمین بوس ہو جاتی ہیں۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے 14 اگست 1947ء کو سرکاری ملازمین سے خطاب میں مسلح افواج پر سویلین بالادستی کے بارے میں بات کرتے ہوئے کہا کہ یہ مت بھولیں کہ مسلح افواج عوام کی خادم ہیں اور آپ قومی پالیسی نہیں بناتے۔ یہ ہم عام شہری ہیں جو ان مسائل کا فیصلہ کرتے ہیں اور یہ آپ کا فرض ہے کہ آپ ان کاموں کو انجام دیں جو آپ کو سونپے گئے ہیں۔ قائداعظم محمد علی جناح نے 25 مارچ 1948ء کو چٹا کانگ میں بنگالی افسروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا آپ کو اپنا فرض منصبی خادموں کی طرح انجام دینا ہے، آپ کو اس سیاسی جماعت یا اُس سیاسی جماعت سے کوئی سروکار نہیں۔ یہ آپ کا کام نہیں یہ سیاست دانوں کا کام ہے کہ وہ موجودہ آئین یا آئندہ آئین جو بالآخر تشکیل پائے گا، کے تحت اپنے موقف کے لئے لڑیں۔ آپ سرکاری ملازم ہیں۔ جس جماعت کو اکثریت حاصل ہوگی وہ حکومت بنائے گی اور آپ کا فرض ہے کہ آپ وقتی طور پر اس حکومت کی خدمت ملازمین کی طرح کریں، سیاست دانوں کی طرح نہیں۔ یہ آپ کیسے کریں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ پاکستان میں سیاسی عدم استحکام کا مسئلہ 1951ء میں وزیراعظم لیاقت علی خان کی شہادت کے فوراً بعد شروع ہو گیا تھا۔ ہم اپنے قارئین کو متعدد مرتبہ یہ بتا چکے ہیں کہ اکتوبر 1958ء میں ایوب خان کے مارشل لاء تک گیارہ سالوں میں سات وزیراعظم آئے جب ایوب خان نے مارشل لاء لگایا تو اگرچہ عوامی سطح پر تو پُرزور طریقے سے ''جی آیاں نوں'' کہا گیا، لیکن دانائے قوم نے اِس خطرے کا اظہار کیا تھا کہ اونٹ نے چالاکی سے بدو کے خیمہ میں اپنے پاؤں داخل کر دیئے ہیں۔ ایوب خان کے مارشل لاء پر جہاں عوام ضروریات زندگی کے فوری طور پر سستے ہونے پر خوشی کا اظہار کر رہے تھے وہاں حسین شہید سہروردی جیسے اعلیٰ پایہ کے وکیل جو فلسفہ سیاست پر اتھارٹی بھی تھے اور عملی طور پر انتہائی کامیاب سیاست دان بھی تھے۔ موصوف تقسیم ہند کے وقت متحدہ بنگال کے وزیراعلیٰ تھے۔ یاد رہے بنگال 1947ء میں پاکستان اور بھارت کے درمیان تقسیم ہو گیا تھا۔ اُنہوں نے ایوب خان کے اِس مارشل لاء کی شدت سے مخالفت کی تھی لہٰذا گرفتار کر لیے گئے۔ اُنہوں نے فوجی عدالت میں اپنا کیس خود پلیڈ کیا اور ایسے تاریخی دلائل دیئے جنہیں قانون کی کتابوں کا حصہ بننا چاہیے تھا تاکہ آج کے طالب علم جان سکتے کہ مارشل لاء اور غیر نمائندہ حکومتیں قومی سلامتی کے لیے ہلاکت خیز کیوں ثابت ہوتی ہیں اور سویلین بالادستی سیاسی استحکام، معاشی ترقی، امن وامان اور بحیثیت مجموعی قومی ترقی کے لیے کیوں ناگزیر ہے۔ یہاں یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ ایوب خان کے مارشل لاء میں تو یہ سب کچھ ہو گیا تھا یعنی سیاسی استحکام بھی آیا تھا، معاشی ترقی بھی بے مثل ہوئی تھی اور امن وامان بھی قائم تھا۔ تو اُس کا جواب یہ ہے کہ اُس دور میں جبری سیاسی استحکام نے ایسی گھٹن

پیدا کی جس سے مارشل لاء کے خلاف ایسی زوردار عوامی تحریک چلی جو سب کچھ بہا کر لے گئی اور جبری سیاسی استحکام اور معاشی ترقی کو تلپٹ کر دیا۔ اس عوامی تحریک نے ایوب خان کو مستعفی ہونے پر مجبور کر دیا۔ ضرورت تو اس امر کی تھی کہ اس خوفناک انجام سے سبق سیکھا جاتا اور اُس وقت کے آئین کے مطابق قومی اسمبلی کے سپیکر کو اقتدار منتقل کر دیا جاتا جو انتخابات کروا کر عوامی نمائندوں کو اقتدار منتقل کر دیتے لیکن اب ایک اور غلطی کا ارتکاب کیا گیا۔ ایوب خان نے اپنے ہی آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اقتدار فوج کے سربراہ یحییٰ خان کے حوالے کر دیا۔ یحییٰ خان کو چونکہ ایک عوامی تحریک کے نتیجہ میں اقتدار ملا تھا۔ اِس عوامی تحریک کی چھاپ اور عوام کا جوش و خروش ابھی چونکہ باقی تھا لہٰذا یحییٰ خان انتخابات کے انعقاد پر تو مجبور ہو گیا، لیکن انتخابات کے بعد منتقلی اقتدار کے وقت اس کی نیت میں فتور آ گیا۔ جس نے سارا معاملہ چوپٹ کر دیا۔ بہرحال یہ طے شدہ بات ہے کہ اگر آئین کے مطابق سپیکر قومی اسمبلی کی سرپرستی میں بنائی ہوئی عبوری حکومت انتخابات کرواتی تو معاملات خوش اسلوبی سے طے ہو جاتے، لیکن ایسا نہ ہو سکا۔

مشرقی پاکستان چونکہ پہلے ہی ایک فوجی آمر کے خلاف اپنی نفرت کا اظہار کر چکا تھا جب یحییٰ خان نے بھی عوامی نمائندوں کو اقتدار منتقل کرنے میں لیت و لعل سے کام لینا شروع کیا اور عوامی مزاحمت پر قوت کا استعمال کیا تو ہمیں 16 دسمبر 1971ء جیسا دن دیکھنا پڑا۔ جب جرنیل نیازی نے پلٹن میدان میں جگجیت سنگھ اروڑا کے سامنے ہتھیار ڈالے۔ تاریخِ اسلام میں اتنی بڑی اسلامی فوج نے پہلی بار ہتھیار پھینکے تھے اور یہ نتیجہ تھا اپنی اُس غلطی پر اصرار کا جو 1958ء میں ایوب خان نے کی تھی۔ 1977ء میں پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کی انتخابی دھاندلی کے خلاف عوامی تحریک چلی۔ سیاسی مخالفین نے مذاکرات کے ذریعے مسئلہ حل کرنے کی کوشش کی۔ کوثر نیازی مرحوم کی کتاب ''اور لائن کٹ گئی'' کے مطابق فریقین دوبارہ انتخابات پر متفق ہو گئے تھے۔ جزیات ابھی طے ہونا تھیں۔ ذوالفقار علی بھٹو معاملات کے طے پا جانے پر غیر ملکی دورے پر چلے گئے۔ اُن کی واپسی پر دوبارہ مذاکرات کا آغاز ہوا ہی تھا کہ پھر ایک غلطی کا ارتکاب ہوا۔ 5 جولائی 1977ء کو جمہوریت کی بساط لپیٹ دی گئی جنرل ضیاء الحق نے مارشل لاء لگا دیا۔ اُنہوں نے ٹیلی ویژن پر قوم سے وعدہ کیا کہ وہ 90 دن میں انتخابات کروا کر اقتدار عوامی نمائندوں کو منتقل کر دیں گے۔ اِن 90 دنوں کو گزرتے گزرتے گیارہ (11) سال لگ گئے۔ یوں تو جنرل ضیاء الحق نے بھی قومی سطح پر کئی اچھے کام کیے، لیکن غیر جماعتی انتخابات کا ملک میں تجربہ کر کے پاکستان میں جماعتی نظم سے آزاد ہو کر انتخابات کو دھن، دولت، دھونس اور برادری سسٹم کی بنیاد فراہم کر دی۔ کلاشنکوف کلچر بھی رواج پا گیا۔ پھر یہ کہ غیر جماعتی انتخابات کے نتیجہ میں جو جماعتی حکومت قائم ہوئی اُس کو جنرل صاحب نے 29 مئی 1988ء کو رخصت کر دیا۔ ابھی وہ اور غیر جماعتی انتخابات کروا کر خود کو مضبوط کرنا چاہتے تھے لیکن اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا وہ ایک جہاز کے حادثہ میں جاں بحق ہو گئے۔ اُنہوں نے اقتدار کے دوران اسلام کے نام کو خوب استعمال کیا، ہو سکتا ہے اُن کی نیت اچھی ہو لیکن پاکستان تو اسلامی نظام کی طرف ایک قدم نہ بڑھ سکا بلکہ اِس حوالے سے کئی تنازعات کھڑے ہو گئے۔

12 اکتوبر 1999ء کو ملکی سرحدوں کے محافظوں نے اپنی غلطی پھر دہرائی اور جواز یہ پیش کیا کہ عوامی وزیر اعظم نواز شریف نے آرمی چیف کو برطرف کر دیا۔ حالانکہ یہ فیصلہ غلط تھا یا صحیح آرمی چیف کو بہر حال تسلیم کرنا چاہیے تھا۔ یہ ڈسپلن کا تقاضا تھا۔ وزیر اعظم کو آرمی چیف تبدیل کرنے کا قانونی حق تھا جو اُس نے استعمال کیا۔ لیکن بغاوت کر کے غلط مثال قائم کی گئی اور باغیانہ روش اختیار کر کے غلطی پھر دہرائی گئی۔

اپریل 2022ء میں وزیر اعظم عمران خان کے خلاف تحریک عدم اعتماد منظور ہوئی اور وہ وزارتِ عظمیٰ سے فارغ ہو گئے۔ ہمیں اِس بحث میں جانے کی ضرورت نہیں کہ اس میں فوج نے کیا کردار ادا کیا تھا کیونکہ یہ اظہر من الشمس ہے۔ لیکن یہ خبریں بڑی تفصیل سے آنے لگیں کہ اُن پر کاٹے کا نشان لگا دیا گیا کہ وہ کبھی اقتدار میں نہیں آ سکیں گے۔ پھر 9 مئی 2023ء کا عذر تراش کر اُن سے اور اُن کی جماعت سے کیا کچھ کیا گیا۔ یہ بھی ہم تفصیل سے لکھ چکے ہیں اور پاکستان کا ہر شہری اس بات کو جان چکا ہے۔ ہر غیر اخلاقی اور غیر قانونی حربہ اختیار کیا جا چکا ہے اور کیا جا رہا ہے کہ کسی طرح مقتدر حلقوں کی نظر میں ناپسندیدہ شخص اقتدار میں نہ آئے۔ لیکن عوام نے حیرت انگیز طریقے سے ان تمام حربوں کو رد کر کے تمام سیاسی اور عسکری حلقوں کو آگاہ کر دیا ہے کہ وہ کس جماعت کو اور کس فرد کو برسر اقتدار دیکھنا چاہتے ہیں اگر ایک بار پھر یہ غلطی دہرائی گئی کہ عوام کی خواہش جو ووٹوں کی صورت میں دنیا کے سامنے آئی ہے، اگر اُسے رد کر دیا جاتا ہے تو انجام مختلف نہیں ہوگا۔ آخر میں ہم فیصلہ ساز حلقوں کی خدمت میں گزارش کریں گے کہ یہ 1958ء نہیں بلکہ 2024ء ہے۔ دنیا بہت بدل چکی ہے۔ پاکستانیوں کا سیاسی شعور ناقابلِ یقین حد تک پختہ ہو چکا ہے۔ عوام اور عسکری اداروں میں ذہنی ہم آہنگی ناگزیر ہے۔ فوج عوام میں سے ہے لہٰذا عوام فوج سے ٹوٹ کر محبت کرتی ہے لیکن اُس کی یہ شدید خواہش ہے کہ فوج بھی عوامی خواہشات کا احترام کرے اور صحیح معنوں میں ووٹ کو عزت دے۔ جبکہ عوام کی خواہش کو ٹھکرانے سے ناقابلِ عبور خلیج پیدا ہو جائے گی جو ملکی سلامتی کے لیے انتہائی خطرناک ثابت ہوگی۔ سانحہ 1971ء صرف اس لیے رونما ہوا تھا کہ فوج کی پشت پر عوام نہیں تھے۔

❁❁❁

موجودہ سیاسی صورتحال پر 15 نکاتی تبصرہ

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 16 فروری 2024ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد

اس وقت جو بھی ملکی صورتحال ہے اور جہاں ہم پہنچے ہوئے ہیں اس کے تناظر میں گزشتہ کئی خطبات جمعہ میں گفتگو ہو چکی ہے۔ محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا بھی برسوں کا ایک تجزیہ رہا ہے اور تنظیم اسلامی کی پالیسی بھی رہی ہے کہ ان حالات کی اصل وجوہات کو بیان کیا جائے۔ یہ بڑا پیارا ملک ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں نزول قران کے مہینے کی ستائیسویں شب کو عطا فرمایا۔ اس کے قیام کے مقاصد بڑے عالی شان تھے اور اس کا ایک عظیم مشن تھا۔ مگر بدقسمتی سے آج ہم برما کے مسلمانوں کو بھول گئے ہیں، کشمیر کے مسلمانوں کے بارے میں تو شاید لگتا ہے کہ سودا ہو چکا اور فلسطین کے مسلمانوں کے بارے میں شاید ہمارے پاس وقت نہیں رہا۔ کہاں اس امت کو اس پورے عالم کے لیے کھڑا کیا گیا اور کہاں آج 25 کروڑ ایک گرداب میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس مملکت اور ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ اس تناظر میں آج 15 نکات پر مشتمل گزارشات پیش کرنا مقصود ہیں۔

(1) مملکت اسلامی ہو

سب سے پہلی بات اس مملکت خداداد کا نام ہم نے اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھا ہے۔ یہ ملک ہم نے اسلام کے نام پر لیا۔ ہم الٹے لٹک چکے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی ہمارے مسئلے حل نہیں ہو رہے۔ اسلام کا سافٹ امیج، روشن خیالی اور پتا نہیں کیا کیا ڈھونگ ہم نے رچائے طاغوت کو خوش کرنے کے لیے لیکن حالات دن بدن بگڑتے چلے گئے۔ سو باتوں کی ایک بات کہ یہ مملکت ہم نے اسلام کے نام پر حاصل کی۔ باقی دنیا میں کسی نے نسل کی بنیاد پر ملک بنایا، کسی نے جغرافیہ کی بنیاد پر، کسی نے زبان کی بنیاد پر، کسی نے تاریخ کی بنیاد پر لیکن پاکستان اسلام کے نام پر بنا اور اس کی بقاء، سلامتی اور استحکام بھی صرف اور صرف اسلام کے نفاذ میں ہے۔

(2) مملکت جمہوری ہو

جب تک اس مملکت میں اسلام نہیں آ جاتا تب تک نظام تو بہرحال چلانا ہے اور نظام کو چلانے کے اعتبار سے ہماری رائے یہ ہے کہ آمریت کے مقابلے میں جمہوری طرز حکومت بہتر ہے۔ یہ اور بات ہے کہ جمہوریت کا بھی ہم نے وہ حشر کر دیا ہے کہ اس کا بھی کوئی منہ متھانہ چھوڑا لیکن اس کے باوجود ہم کہتے ہیں کہ جمہوریت میں کم از کم عوام اپنے حقوق کے لیے آواز تو اٹھا سکتے ہیں، اپنی رائے کا اظہار تو کر سکتے ہیں۔ ہم دین کے داعی ہیں، نفاذ اسلام کی جدوجہد کرنا چاہتے ہیں، دعوت وتبلیغ کا کام کرنے والے ہیں، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنا چاہتے ہیں، ہمیں جمہوریت میں زیادہ مواقع میسر ہوں گے۔ البتہ ہم ایسی جمہوریت کی قطعاً حمایت نہیں کرتے جس میں عوام کی حاکمیت اعلیٰ کا تصور ہو۔ ہمارے آئین میں چونکہ لکھا ہوا ہے کہ اس ملک میں حاکمیت اعلیٰ

مرتب: ابو ابراھیم

صرف اللہ تعالیٰ کی ہوگی اس لیے ہم نظام کو چلانے کے اعتبار سے یہاں جمہوریت کی حمایت کرتے ہیں۔ جس طرح ایک انسان کو زندہ رہنے کے لیے ہوا، پانی اور غذا کی ضرورت ہوتی ہے لیکن اس کی روح کے لیے اسلام ضروری ہے۔ اسی طرح پاکستان کی بقاء اور سلامتی کے لیے اسلام ضروری ہے کیونکہ یہ اسلام کے نام پر بنا ہے اور اسلام کی بدولت ہی باقی رہ سکتا ہے لیکن جب تک اسلام نہیں آ جاتا تب تک اس کا نظام چلانے کے لیے جمہوریت بہتر ہے۔

(3) ریاستی جبر نہ ہو

ریاستی جبر سے اگر دبانے کی کوششیں کی جائیں گی تو نفرتوں کو بڑھانے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا چاہے یہ ریاستی جبر کسی علاقے کے لوگوں کے ساتھ ہو، کسی پارٹی کے کارکنوں کے ساتھ ہو یا کسی سیاسی لیڈر کے خلاف ہو اور نفرتوں کا بڑھنا اس مملکت کے لیے قطعاً سود مند ثابت نہیں ہوگا۔ اب یہ خطرات ہمارے سروں پر منڈلا رہے ہیں، سوشل میڈیا، ٹاک شوز میں جو کچھ کہا جا رہا ہے اس میں کتنا سچ اور کتنا جھوٹ ہے، یہ الگ بات ہے لیکن منبر پر بیٹھ کر ہم نے دینی پیراڈائم میں ہی بات کرنا ہوتی ہے۔ مسلم شریف میں اللہ کے رسول علیہ السلام کی حدیث بھی ہے:

((الدین النصیحة)) دین نصیحت وخیر خواہی کا نام ہے۔

یہ خیر خواہی کے ساتھ مشورے دینا ہماری دینی ذمہ داری بنتی ہے۔ اس پلیٹ فارم سے ہم یہی کہیں گے کہ ریاستی جبر کے ذریعے لوگوں کی آواز کو، ان کی رائے کو دبانے کی کوشش ریاست کے حق میں مفید ثابت نہیں ہوگی۔

(4) ریاستی ادارے ذمہ داری کا مظاہرہ کریں

ریاستی اداروں کو چاہیے کہ وہ آئین اور قانون کے دائرے میں اپنی ذمہ داریاں ادا کریں۔ چاہے اسٹیبلشمنٹ کے افراد ہوں، افواج کے لوگ ہوں، ججز ہوں وہ آئین اور قانون کی پاسداری کریں۔ صورتحال خراب اس وقت ہوتی ہے جبکہ ادارے اپنی آئینی حدود کو پامال کر کے وہ کام کرتے ہیں جو ان کی ذمہ داری میں شامل نہیں ہوتا۔ پھر ملک میں انتشار پیدا ہوتا ہے۔ اس وقت جو ملک کی صورتحال ہے یہ اسی وجہ سے ہے کہ ادارے اپنی آئینی حدود کو پامال کر رہے ہیں۔

(5) عوامی رائے کی اہمیت

عوامی رائے کی بہرحال ایک اہمیت ہے۔ اگرچہ مادر پدر آزادی کے ہم بھی قائل نہیں ہیں کہ اگر 25 کروڑ میں سے 14 کروڑ 50 لاکھ کہہ دیں کہ شراب حلال ہے تو وہ حلال ہو جائے گی۔ البتہ جائز حدود کے اندر عوامی رائے کا احترام کیا جائے۔ یکسر عوامی مینڈیٹ کو سائیڈ لائن کر دیا جائے تو یہ چیز بھی ریاست کے حق میں مفید نہیں ہوگی کیونکہ آج لوگوں میں شعور آ چکا ہے، اگر آپ جبر کے ذریعے عوام کی جائز رائے کو دبانے کی کوشش کریں گے تو

یہ الٹا ملک کے لیے خطرناک ہوگا۔

(6) اداروں اور عوام میں ٹکراؤ نہ ہو

ریاستی اداروں اور عوام کے درمیان ٹکراؤ بربادی کی علامت ہے ۔ چاہے اس ٹکراؤ کی جانب پیش قدمی کرنے والے عوام ہی کیوں نہ ہوں یا کسی سیاسی جماعت کے کارکن ہی کیوں نہ ہوں ۔ چاہے جبر کے ذریعے لوگوں کو اس ٹکراؤ تک لانے میں ریاستی اداروں کا ہی کردار کیوں نہ ہو، یہ چیز بھی مملکت کے لیے انتہائی نقصان دہ ثابت ہوگی ۔ جب ایسی صورتحال پیدا ہوتی ہے تو پھر بیرونی مداخلت اس ٹکراؤ کو خانہ جنگی کی طرف لے جاتی ہے ۔ 1971ء میں بھی صورتحال اسی وجہ سے خراب ہوئی تھی اور ملک دوٹکڑے ہوگیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مقتدر طبقات کو، ریاست چلانے والوں کو اور سیاستدانوں کو بھی ہوش کے ناخن لینے کی توفیق عطا فرمائے ۔

(7) نفرتوں کا خاتمہ ضروری ہے

ملکی سلامتی کے لیے نفرتوں کا خاتمہ ضروری ہے ۔ آج کل جوڑ توڑ چل رہا ہے ۔ ایک دوسرے کو گالیاں دینے والے، قتل کی دھمکیاں دینے والے اور ٹاک شوز کو میدان جنگ بنانے والے آج ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھ رہے ہیں ۔ پھر وہ کہتے ہیں قوم کے وسیع تر مفاد میں مفاہمت ہو جائے کیا برا ہے ۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ قومی مفاد کے لیے اپنی مفاد پرستی کو چھوڑ دو ۔ جب اپنا مفاد ہوتا ہے تو جا کر بڑے گیٹ کے سامنے اقتدار کی بھیک مانگتے ہو ۔ جب مفاد کی ہوس جاگتی ہے تو کل کے دشمنوں کو بھی گلے لگاتے ہو، قوم کو انتشار میں ڈالنے کے بعد اب تمہیں وسیع تر قومی مفاد یاد آ گیا ۔ یہی کام تم پہلے کیوں نہیں کرتے ۔ واقعی ملک وملت اور قوم اور ریاست کا مفاد تمہیں اتنا عزیز ہے تو مفاد پرستی کو چھوڑ کیوں نہیں دیتے ۔ مسلم شریف میں حدیث ہے ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منافق کی چار نشانیاں ہیں : جب بات کرے تو جھوٹ بولے ، جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے ، جب امانت رکھوائی جائے تو اس میں خیانت کرے اور جب لڑائی جھگڑا ہو جائے تو گالم گلوچ کرے ۔''

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرماتے تھے کہ آج دین سے فرار کی روش کی وجہ سے ہم پر نفاق مسلط کر دیا گیا ہے اور یہ ہمارا قومی مزاج بن گیا ہے ۔ اگر واقعی ہمیں قومی مفاد عزیز ہے تو پھر ہمیں چاہیے کہ جھوٹ چھوڑ دیں، وعدہ خلافی چھوڑ دیں، خیانت کرنا چھوڑ دیں، یہ گالم گلوچ چھوڑ دیں ۔ یہ صوبائی، نسلی، لسانی نفرتیں اور تعصبات چھوڑ دیں ۔

(8) ٹو (2) پارٹی سسٹم ہونا چاہیے

استاد محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرماتے تھے کہ یہ چوں چوں کا مربع نہیں ہونا چاہیے کہ کسی پارٹی کے پاس دو سیٹیں ہیں، کسی کے پاس دس ہیں، کسی کے پاس پندرہ ہیں، یعنی سادہ اکثریت کسی کے پاس بھی نہیں ہے، ایک ایک سیٹ کے پیچھے قومی مفاد داؤ پر لگ جاتا ہے ۔ اس طرح پھر جمہوریت مستحکم نہیں رہتی، خرید وفروخت، ہارس ٹریڈنگ، تخت گرانے اور بچانے کا کھیل شروع ہوجاتا ہے ۔ بجائے اس کے صرف دو پارٹیاں ہونی چاہئیں جس طرح امریکہ میں ہیں ۔ ان کے درمیان ہی مقابلہ ہو اور جو اکثریت حاصل کرے اس کو حکومت دی جائے ۔ اگر ایسا ہو گا تو نظام بخوبی چلتا رہے گا۔

(9) سیاستدان ڈلیور کریں

بجائے اس کے کہ سیاستدان اقتدار کے حصول کے لیے اسٹیبلشمنٹ کی طرف دیکھیں، ڈلیور کر کے دکھائیں، عوام کی خدمت کریں، عوام کے مسائل حل کریں تو عوام خود انہیں منتخب کریں گے ۔ اس وقت عوام مہنگائی کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں ، ہر چیز کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں ، غریب ، مزدور کے لیے دو وقت کی روٹی مہیا کرنا مشکل ہو گیا ۔ بجلی ، گیس کے بل ادا کریں تو گھر میں فاقوں کی نوبت آجاتی ہے ۔ سیاستدان اگر اسٹیبلشمنٹ کی طرف دیکھنے کی بجائے عوام کی طرف دیکھیں ، عوام کے مسائل حل کرنے کی کوشش کریں تو ملک کے حالات بھی شاید سدھر جائیں اور عوام اور حکمرانوں کے درمیان خلا بھی کم ہو جائے اور کوئی ان سے کرسی بھی نہ چھین سکے ۔

(10) دینی جماعتوں کا المیہ

جیسے تیسے انتخابات ہوئے دینی جماعتوں کو قوم نے بالکل مسترد کر دیا ۔ یہ بہت بڑا المیہ ہے ۔ نکاح مولوی سے پڑھواتے ہیں ، فتویٰ لینا ہو تو مولوی سے لیتے ہیں ، نماز جنازہ پڑھنی ہو تو مولوی کو بلاتے ہیں ، لیکن جب ووٹ دینے کی باری آتی ہے تو بے چارے مولوی کو کوئی پوچھتا ہی نہیں ۔ دینی سیاسی جماعتوں کو بھی سوچنا چاہیے کہ ایسا کیوں ہو گیا؟ کیا ان دینی جماعتوں کی طرف سے دعوت ، تربیت ، ذہن سازی میں کمی رہ گئی ہے ، عوام پر جو محنت ہونی چاہیے تھی کیا اس میں کمی رہ گئی ہے ۔ اس پر بھی سوچنا چاہیے لیکن کچھ وجوہات اور بھی ہیں ان پر بھی غور کرنا چاہیے ۔ جب ایک حلقہ میں چار پانچ دینی جماعتیں مدمقابل ہوں گی تو دینی حلقوں کا ووٹ بینک تقسیم ہو جائے گا اور سیکولر جیت جائیں گے ۔ پھر جب دینی جماعتیں آپس میں مدمقابل ہوں گی تو وہ ایک دوسرے کی مخالفت بھی کریں گی، اس طرح بھی ان کا ووٹ بینک کم ہو گا اور فائدہ سیکولر جماعتوں کو ہو گا ۔ دینی سیاسی جماعتوں کو ان پہلوؤں کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے ۔

(11) انتخابی سیاست کے منہج پر نظر ثانی کریں ۔

ابھی الیکشن کی گرما گرمی ہے ، ذرا ماحول جب معمول پر آجائے تو دینی سیاسی جماعتوں کو بیٹھ کر کھلے دل کے ساتھ اور پوری فکر اور توجہ سے کے ساتھ سوچنا چاہیے کہ کیا واقعی انتخابی راستہ ان کے لیے سودمند ہے؟ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اسی وجہ سے جماعت اسلامی سے علیحدگی اختیار کی تھی کیونکہ انہیں بخوبی اندازہ ہو گیا تھا کہ انتخابی راستے سے پاکستان میں اسلام کا نفاذ ممکن نہیں ۔ یعنی اس راستے سے انقلاب نہیں آسکتا ۔ کیا کسی دینی سیاسی جماعت کا فرد الیکشن مہم کے دوران کھڑا ہو کر عوام میں یہ کہے گا کہ جھوٹ مت بولا کرو، سود مت کھایا کرو، بیٹیوں کو بہنوں کو وراثت میں حصہ دیا کرو، اللہ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں وقت پر ادا کیا کرو، ملاوٹ مت کیا کرو؟ یہ باتیں وہاں کوئی نہیں کرتا، اس لیے کہ اس انتخابی سیاست کا میکنزم ہی کچھ اور ہے ۔ آج ایک بڑی دینی سیاسی جماعت کی شوریٰ کے اجلاس کا یہ نکتہ سامنے آیا ہے کہ اس پارلیمنٹ میں بیٹھ کر کچھ نہیں ہونے والا، ہمیں میدان میں آنا پڑے گا ۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ یہی نکتہ سمجھاتے سمجھاتے دنیا سے چلے گئے انتخابی سیاست سے کوئی تبدیلی یا انقلاب نہیں آسکتا ۔ انقلاب لانا ہے تو منہج انقلاب نبوی کو مدنظر رکھ کر آگے گراس روٹ لیول سے دعوت کا کام سٹارٹ کرنا پڑے گا، وہاں سے انقلابی جدوجہد شروع کرنا پڑے گی ۔ 2024ء میں آ کر دینی سیاسی جماعتوں کو یہ بات سمجھ میں آنے لگی ہے کیونکہ 76 سال کا تجربہ ان کے سامنے ہے ۔ ہم تو یہی کہیں گے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک موقع ہے، اس انتخابی راستے کو ترک کر کے آپ منہج انقلاب نبوی کو اختیار کر لیجئے ۔

(12) عوام کے جذبات کو مثبت رخ پر ڈھالا جائے

عوام کا بہت بڑا طبقہ اس وقت شدید جذبات میں ہے ، لوگوں سڑکوں پر بھی نکل رہے ہیں ۔ اگر یہ جذبات خالص سیاسی جدوجہد کے طور پر سامنے آئے ہیں تو بھی غلط نہیں ہیں ۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ بھی فرماتے تھے کہ عوام کے بہاؤ کو الٹنے کی کوشش کریں گے تو آپ خود الٹ جائیں گے ۔ لہٰذا بہتر ہے کہ ان کے جذبات اور اس بہاؤ کو مثبت طور پر صحیح رخ پر ڈھالنے کی کوشش کریں ۔ صحیح رُخ کیا ہے؟ ہم کہتے ہیں یقیناً ظلم کے خاتمے کے لیے کھڑا ہونا چاہیے ۔ یہ آپ کا اور میرا دینی فریضہ ہے ۔ قران پاک ہم

سے تقاضا کرتا ہے:

﴿كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ﴾ (النساء:135) ''کھڑے ہوجاؤ پوری قوت کے ساتھ عدل کو قائم کرنے کے لیے۔''

اسی طرح رسول اللہ ﷺ سے کہلوایا گیا:

﴿وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۭ﴾ (الشوریٰ:15) ''اور (آپ کہہ دیجیے کہ) مجھے حکم ہوا کہ میں تمہارے درمیان عدل قائم کروں۔''

اللہ رب العالمین العادل، ذات المقسط ہے۔ اس کے عطا کردہ نظام میں ہی اصل فلاح ہے اور اس کے ادا کردہ دین کے نفاذ سے ہی واقعتاً عدل میسر آ سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دینی طبقات کو اب چاہیے کہ وہ عوام کے جذبات کو اس رُخ پر ڈھالنے کی کوشش کریں۔

(13) ایمان پر محنت کرنے کی ضرورت

میرے بھائیو، بزرگو! جو تان ٹوٹتی ہے ایمان کی محنت پر آ کر ٹوٹتی ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ سورۃ العصر کے درس میں فرماتے تھے کہ سارے دینی تقاضے اس سورت کے ذیل میں آجاتے ہیں لیکن اصل امتحان آخری دو شرائط میں ہے:

﴿وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ڏ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ③﴾ (العصر) ''اور انہوں نے ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کی اور انہوں نے باہم ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی۔''

اگر صبر کے مراحل کا معاملہ دکھائی نہیں دے رہا تو کہیں حق کے بیان میں کمی ہے اور حق کا بیان اگر نہیں ہو رہا تو اعمال صالحہ میں کمی ہے۔ اگر اعمال صالحہ نہیں ہو رہے تو ایمان میں کمی ہے۔ لہٰذا آج شدت سے اس بات کی ضرورت ہے کہ حقیقی ایمان کو اپنے دلوں میں پیدا کرنے کی جدوجہد کی جائے۔ حقیقی ایمان دلوں میں قرآن کے ذریعے پیدا ہوگا جس کو آج ہم نے فراموش کر دیا ہے:

﴿وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا﴾ (الانفال:2) ''اور جب انہیں اُس کی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کے ایمان میں اضافہ ہوجاتا ہے۔''

آج یہ ساری کرپشن، ہارس ٹریڈنگ، بگاڑ، نفرتیں، حرام خوری، حق تلفیاں، ظلم و جبر کا ماحول ہمارے معاشرے کا حصہ بن چکا ہے۔ یہ قانوناً مسلمان ہیں کافر تو نہیں ہیں معاذ اللہ لیکن مسئلہ کیا ہے؟ زبان پر اسلام کا دعویٰ ہے لیکن دل میں یقین نہیں ہے۔ لوگ کلام پاک پر قسم اٹھا اٹھا کر وعدے کر جاتے ہیں پھر مکر جاتے ہیں۔ خوف خدا نہیں، مرنے کے بعد اللہ کے سامنے جوابدہی کا احساس نہیں۔ سو بات کی ایک بات کہ ایمان حقیقی نہیں ہے جو اصلاً قرآن کریم کے ذریعے میسر آتا ہے۔ اس ایمان کا تقاضا سچی توبہ ہے۔ یہ توبہ انفرادی سطح پر بھی درکار ہے اور اجتماعی سطح پر بھی کیونکہ ہمارے کچھ جرائم اجتماعی سطح کے ہیں۔ یہ ملک ہم نے لیا اسلام کے نام پر اور 77 سال ہوگئے، اللہ کے دین سے بغاوت اور وعدہ خلافی کرتے ہوئے۔ اجتماعی توبہ یہ ہوگی کہ ہم اللہ کے دین کو بالفعل قائم کریں۔

(14) منہج انقلاب نبوی ﷺ کو اپنائیں۔

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے منہج انقلاب نبوی کے موضوع پر 1980ء کی دہائی میں 11 خطبات جمعہ دیے جو کتابی شکل میں اور آڈیو ویڈیوز کی شکل میں موجود ہیں۔ پھر زندگی کے آخری سالوں میں انہوں نے رسول انقلاب ﷺ کا طریق انقلاب کے عنوان سے ایک خطاب ارشاد فرمایا جس میں مکی دور کے چار مراحل بیان کیے: 1۔ قرآن کے ذریعے دعوت۔ 2۔ دعوت قبول کرنے والوں کو منظم کرکے انقلابی جماعت تیار کرنا۔ 3۔ انقلابی جماعت کی تربیت کرنا، ان کو اللہ والا بنانا اور 4۔ جب تک باطل سے ٹکرانے کی استطاعت نہیں صبر کے مراحل سے گزرنا۔

مدنی دور کے دو مراحل ہیں: 1۔ اقدام جس میں قتال کا حکم بھی آیا۔ 2۔ تصادم۔ بدر سے لے کر فتح مکہ تک چھ برس کے عرصے میں قتال اور تصادم کے نتیجے میں حق غالب ہوگیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿جَاۗءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ﴾ (بنی اسرائیل:81) ''حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا۔''

البتہ پاکستان میں چونکہ مدمقابل بھی مسلمان ہیں اس لیے یہاں قتال کا معاملہ موزوں نہیں۔ ڈاکٹر صاحبؒ فرماتے تھے انقلابی جدوجہد میں اپنے حق کا مطالبہ لے کر کھڑا ہونا، باطل نظام کو بدلنا ہمارا حق ہے لیکن یہ حق اپنی حکومت کے لیے نہیں بلکہ اللہ کی حاکمیت کے قیام کے لیے ہے۔ اس کے لیے منظم جماعت کا ہونا ضروری ہے جس میں جان دینے کی بات کی جائے گی جان لینے کی بات نہیں کی جائے گی۔ ہم دینی سیاسی جماعتوں کو بھی یہی دعوت دیتے ہیں کہ وہ انتخابات کا راستہ چھوڑ کر منہج انقلاب نبوی کو اختیار کرلیں۔ اللہ نے بھی یہی فرمایا ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب:21) ''(اے مسلمانو!) تمہارے لیے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ ہے۔''

اگر آپ اسلامی انقلاب لانا چاہتے ہیں تو وہ بھی اُسوہ حسنہ کی روشنی میں لائیں، اسی میں بہتری ہے۔

(15) اسلامی نظام قائم کیا جائے

آخری بات یہ ہے کہ یہ مملکت ہم نے لی تھی دنیا کے سامنے اسلام کا نمونہ پیش کرنے کے لیے۔ ہمیں تو بہت دور جانا تھا لیکن خود میں ہی اُلجھ کر رہ گئے ہیں۔ پڑوس میں کشمیر ہے لیکن اس کی بات ہی نہیں کرتے، برما کے مسلمانوں کا درد ہمیں محسوس نہیں ہوتا۔ الیکشن کی گھما گھمی میں ہمیں فلسطین بھی یاد نہیں رہا جبکہ ظالم اسرائیل مسلسل بڑھتا چلا جارہا ہے۔ اطلاعات کے مطابق 30 ہزار سے زائد شہادتیں اور 90 ہزار سے زیادہ زخمی ہیں۔ یو این او کہہ رہا ہے کہ غزہ کے اندر 10 لاکھ افراد بھوک سے دوچار ہیں۔ رفح کے بارڈر پر 13 لاکھ کے قریب فلسطینی ہیں جن کو اسرائیل فلسطین سے نکالنے کی کوشش کر رہا ہے جبکہ دوسری طرف مسلمان خاموش ہیں۔ عرب حکمران مودی کو بلا کر مندروں کا اپنے ہاں افتتاح کروا رہے ہیں۔

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

پاکستان نے اس امت کے لیے کھڑا ہونا تھا کیونکہ ہم نے اسلام کا دعویٰ کیا تھا اور آج ہم 77 برس کے بعد کہاں کھڑے ہیں؟ ملک توڑنے کی باتیں، نفرتیں، تعصبات، علیحدگی کی باتیں ہو رہی ہیں۔ میں نے سورۃ الفتح کی آخری آیت کا ایک حصہ ایک خاص وجہ سے تلاوت کیا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ﴾ (الفتح:28) ''محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو ان کے ساتھ ہیں' وہ کافروں پر بہت بھاری اور آپس میں بہت رحم دل ہیں''

شدید کا ایک معنی ہے سخت جان ہے۔ ایمان والوں کو تم دبا نہیں سکتے، مٹا نہیں سکتے، خرید نہیں سکتے۔ پھر یہ بھی نقطہ مفسرین نے بیان فرمایا کہ اللہ نے فطری جذبات رکھے ہیں۔ غصہ بھی مطلوب ہے مگر صحیح جگہ پر۔ غصہ دین دشمنوں کے لیے، سرکشوں اور باغیوں کے لیے رکھیں لیکن اپنے اہل ایمان بھائیوں کے لیے دل میں رحم ہونا چاہیے۔ اگر بڑا مقصد سامنے نہ ہو تو چھوٹے چھوٹے مفادات کے لیے آپس میں لڑائیاں جھگڑے ہوں گے۔ نفرتیں اور تعصبات جنم لیں گے۔ لہٰذا بہتری اسی میں ہے کہ جس مقصد کے لیے یہ ملک بنایا گیا اس کے حصول کے لیے مل کر جدوجہد کریں اور پاکستان کو حقیقی معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنائیں تاکہ اس میں استحکام بھی آئے اور امن و امان بھی ہو، ملک ترقی بھی کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

❀❀❀

پورا نظام سیکولر ہے، دینی جماعتوں کے کچھ نمائندے اگر اسمبلی میں آ بھی گئے تو وہ کچھ نہیں کر سکتے لہٰذا انقلاب تو تب آئے گا جب فرسودہ باطل نظام کو سہارا دینے والی قوتوں کو بھی ختم کیا جائے: ایوب بیگ مرزا

جو بھی کمزور سی حکومت بنے گی وہ عوام پر مزید بوجھ بنے گی اور عوام میں شدید مایوسی اور ردعمل پیدا ہوگا۔ دینی جماعتوں کو سوچنا چاہیے کہ وہ ان حالات میں کیا رول ادا کر سکتی ہیں: ڈاکٹر فرید احمد پراچہ

الیکشن 2024ء کے نتائج اور اسٹیبلشمنٹ کا کردار کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: الیکشن 2024ء کے بعد امیر جماعت اسلامی سراج الحق صاحب نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ اس کی کیوں ضرورت پیش آئی جبکہ پتہ تو تھا کہ بہت زیادہ نشستیں حاصل نہیں ہو پائیں گی؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: ہمارے لیے بھی یہ اچانک خبر تھی۔ اس طرح کی کوئی توقع بھی نہیں تھی کیونکہ اس سے پہلے مرکزی شوریٰ کی مشاورت ہوئی جس میں الیکشن کا تجزیہ بھی ہوا اور اس میں بڑے مثبت پہلو سامنے آئے کہ پہلی دفعہ جماعت اسلامی نے کسی اتحادی جماعت کے بغیر اپنے جھنڈے، اپنے نشان کے ساتھ انتخابات میں حصہ لیا۔ ہر فرد نے یکسو ہو کر بھرپور محنت کی چاہے وہ امیر جماعت ہوں یا عام کارکن ہو۔ ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ہمارا ووٹ بینک بڑھ گیا، دگنا ہو گیا۔ اگر متناسب نمائندگی کا نظام ہوتا تو اس ووٹ بینک سے ہمیں قومی اسمبلی کے اندر 11 سیٹیں ملتیں۔ یہ بھی بڑی اچھی کارکردگی تھی۔ لیکن اس کے بعد انہوں نے خود کسی مرحلے پر فیصلہ کر لیا۔ اگرچہ یہ بات اپنی جگہ تھی کہ دستوری لحاظ سے پانچ سال کا عرصہ پورا ہو رہا تھا اور نئے انتخاب کا پراسس شروع ہو گیا ہے۔ شوریٰ کے اجلاس میں مشاورت کے بعد تین نام نئے امیر کے لیے تجویز کیے گئے تھے جن میں خود سراج الحق صاحب، لیاقت بلوچ صاحب اور حافظ نعیم الرحمٰن صاحب شامل ہیں۔ بظاہر ان کے استعفیٰ دینے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ اس حوالے سے 17 فروری کو ہماری شوریٰ کا اجلاس رکھا گیا۔ بہت زیادہ امکان یہی ہے کہ شوریٰ ان کے استعفیٰ کو قبول نہیں کرے گی۔

سوال: حالیہ الیکشن کو آپ کس نگاہ سے دیکھتے ہیں؟ ان کو کیا کہیں گے، الیکشن، سلیکشن یا نوٹیفکیشن؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: کتنی شرم کی بات ہے کہ انڈیا جیسے ملک میں جہاں بہت سے داخلی تضادات ہیں ان کے الیکشن پر سوالات نہیں اُٹھتے، وہ دنیا سے منوا لیتے ہیں۔ یہاں بھی ہم نے بڑی محنت کی کہ الیکشن کمیشن کو اس سطح پر لایا جائے کہ اسے مکمل طور پر آزاد ہونا چاہیے لیکن جس طرح سے یہ الیکشن ہوا اس سے الیکشن کمیشن پر کئی سوال اُٹھ رہے ہیں۔ سب سے پہلے تو ووٹر لسٹوں میں بہت گڑبڑ کی گئی، ووٹرز کے نام ہی لسٹوں سے غائب کر دیے گئے اور دوسرے حلقوں میں پھینک دیے گئے۔ پھر شہری علاقوں کے پولنگ سٹیشن دیہی علاقوں میں اور دیہی علاقوں کے پولنگ اسٹیشن شہری علاقوں میں منتقل کر دیے گئے۔ میرا اپنا پولنگ سٹیشن تبدیل کر دیا گیا۔ یعنی لوگوں کو ووٹ ڈالنے سے روکنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ لیکن اس کے باوجود لوگ ووٹ ڈالنے گئے تو پھر ان کے ووٹ پر ڈاکہ ڈالنے کی نئی کہانی شروع ہوگئی۔ رات کو نتائج کچھ اور تھے اگلی صبح کچھ اور تھے۔ نواز شریف دونوں سیٹیں ہار چکے تھے لیکن اگلے دن ایک سیٹ پر ان کی جیت کا اعلان کر دیا گیا۔ سب سے بڑی اور منظم دھاندلی کراچی میں ہوئی جہاں یہ طے کر لیا گیا تھا کہ نہ تو وہاں PTI کے ووٹرز کو آنے دیا جائے گا اور نہ جماعت اسلامی کے۔ وہ MQM جس کو بلدیاتی الیکشن لڑنے کی جرأت نہیں ہوئی، جس کا ووٹ بینک ہی کراچی سے ختم ہو گیا تھا، کوئی اس کا نام تک لینا گوارا نہیں کرتا تھا کیونکہ کراچی کی تباہی کا ذمہ دار لوگ MQM کو سمجھتے ہیں، اس کو راتوں رات کئی سیٹیں عطا کر دی گئیں۔ فارم 45 کے رزلٹ بدلے گئے۔ حلقہ 104 میں جماعت اسلامی کے امیدوار کے 29 ہزار ووٹ تھے اور MQM کے امیدوار کے صرف 3 ہزار ووٹ تھے لیکن فارم 47 میں جماعت اسلامی کے امیدوار کے 23 ہزار ووٹ لکھے گئے اور MQM کے امیدوار کے 30 ہزار ووٹ لکھ کر اس کو جتوایا گیا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ الیکشن نہیں تھا بلکہ کھلم کھلا سلیکشن تھی۔ اسی لیے حافظ نعیم الرحمٰن نے اپنی سیٹ واپس کر دی کہ خراج کی جو گدا ہو وہ قیصری کیا ہے۔ آپ اگر سمجھتے ہیں ہم بھی اس لوٹ مار کے اندر حصہ لیں گے تو ہم میں اور تم میں فرق کیا رہ جائے گا۔ کراچی میں ہماری جیتی ہوئی 6 سیٹیں MQM کو جعلی طور پر دی گئیں۔ ہم کہتے ہیں فارم 45 کے مطابق گنتی کر لیں۔ الیکشن کمیشن نے ٹریبونلز کیوں بنائے خود الیکشن کمیشن یہ کام کرے۔

سوال: آپ اس الیکشن کو کیا نام دیں گے؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: ہم یہ تو نہیں کہتے کہ یہ مکمل دھاندلی شدہ ہے اس لیے کہ بہرحال پی ٹی آئی جیتی ہے۔ وہ پی ٹی آئی کو جتانے کے لیے تو نہیں بنا تھا لیکن یہ کہ انجینیئرڈ الیکشن تھا جس میں پہلے سے طے شدہ تھا کہ کس کو کس حد تک جانے دینا ہے۔ لیکن جب رزلٹ کنٹرول سے باہر ہونا شروع ہوئے تو انہیں کنٹرول کرنے کے لیے سارا کچھ کیا گیا۔

سوال: جیسا کہ کہا جا رہا ہے کہ ایک بڑی پارٹی کے ووٹرز

کے لیے طرح طرح کی رکاوٹیں اور مشکلات تھیں ، یہاں تک کہ ووٹر لسٹوں سے ان کے نام ہی کسی اور جگہ شفٹ کر دیے گئے تھے ،اس کے باوجود لوگ جس طرح سے نکلے ہیں اور ووٹ ڈالے ہیں ،اس سے کیا لگتا ہے کہ لوگوں نے اپنا غصہ کس کے خلاف نکالا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: پہلے تو میں امیر جماعت سراج الحق صاحب کے استعفیٰ کے بارے میں عرض کروں گا۔ میں ایک معاملے میں جماعت اسلامی کو ہمیشہ سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ یہ وہ واحد جماعت ہے جس کے اپنے اندر جمہوریت ہے ۔ باقی پارٹیوں میں موروثیت بھی چل رہی ہے ، کہیں انٹرپارٹی الیکشن نہیں ہو پاتے ۔ لیکن جماعت اسلامی نے واقعتاً یہ ثابت کیا ہے کہ اگر جمہوریت میں حصہ لینا ہے تو پہلے جماعت کے اندر جمہوریت ہونی چاہیے ۔ یہی وجہ ہے کہ امیر جماعت نے استعفیٰ دیا۔ جہاں تک آپ کے سوال کا تعلق ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ الیکشن تو انسانوں کے درمیان ہوتے ہیں ۔ ایک ریفرنڈم ہوتا ہے جو کسی نکتے پر ہوتا ہے ۔ آپ ریفرنڈم کروا لیجیے کہ 8 فروری کو جو کچھ ہوا ہے کیا اس کو الیکشن کہا جائے ؟ اگر 25 فیصد لوگ بھی کہہ دیں کہ ہاں یہ الیکشن تھا تو میں مان لوں گا کہ 100 فیصد نے کہہ دیا۔

سوال: کیا کبھی پاکستان کے الیکشن پس پردہ قوتوں کی مداخلت کے بغیر ہو سکیں گے؟

ایوب بیگ مرزا: یہ تو حقیقت ہے کہ ہمارے تمام الیکشنز میں پس پردہ قوتیں مدخل ہوتی ہیں ۔ یہ کام پہلے بڑے ڈھکے چھپے انداز میں ہوتا تھا کہ الیکٹ ایبلز کو ایک پارٹی سے دوسری پارٹی میں شفٹ کر دیا، حلقہ بندیوں میں دخل اندازی کر لی لیکن اس طرح نہیں ہوتا تھا جو اس بار کھلم کھلا ہوا ہے کہ یہ ہمارا آرڈر ہے کہ فلاں جیتے گا اور فلاں ہارے گا ۔ ایسی مثالیں سامنے آئی ہیں کہ 80 ہزار ووٹ سے جیتنے والا ہرا دیا گیا اور جس کی ضمانت ضبط ہو رہی تھی اُسے جتا دیا گیا۔ یہ صورتحال پہلے کبھی نہیں تھی ۔ اصل میں میں سمجھتا ہوں کہ طاقتور حلقوں نے خواہ مخواہ اپنے لیے ایک مسئلہ بنا لیا ہوا ہے۔ انہوں نے پوری کوشش کی کہ لوگ کم سے کم ووٹ ڈالیں مگر اتنا ہی زیادہ لوگوں نے ووٹ ڈالے۔

سوال: آپ کیا سمجھتے ہیں کہ سپریم کورٹ نے جو فیصلہ دیا تھا کہ پی ٹی آئی کا انتخابی نشان لے لیا جائے اور بطور پارٹی وہ موجود نہ رہے کیا یہ سارا کچھ اسی میکنگ اور بریکنگ کا حصہ ہے؟

ایوب بیگ مرزا: ہمارا قانون اور ہمارا آئین یہ کہتا ہے کہ جو فیصلہ ہو جائے وہ پبلک پراپرٹی ہوتی ہے ،اس پر کھل کر رائے کا اظہار کیا جا سکتا ہے ۔ لہٰذا میں اپنے اس حق کو استعمال کرتے ہوئے کہوں گا کہ اس کیس کا زیر سماعت آنا ہی غلط تھا جس میں ایک پارٹی کو انتخابی نشان سے محروم کیا گیا۔ دنیا میں الیکشن کمیشن بنتے ہیں لوگوں کو الیکشن کے حوالے سے ترغیب دینے کے لیے، عدالتیں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو موقع دیتی ہیں کہ وہ الیکشن میں حصہ لیں ۔ اگر کوئی فوجداری جرم ہوا ہو تو اس پر سخت سے سخت رویہ اختیار کرتی ہیں تا کہ آئندہ ایسا نہ ہو لیکن جہاں شہری حقوق کا

> **اسٹیبلشمنٹ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ چونکہ 1971ء میں شفاف الیکشن کروائے گئے تھے اس لیے ملک ٹوٹ گیا، اگر کنٹرولڈ الیکشن ہوتے تو ملک کبھی نہ ٹوٹتا۔**

معاملہ ہو وہاں عدالتیں قانون میں لچک دکھا کر زیادہ سے زیادہ عوام کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتی ہیں ۔ الیکشن کمیشن کا تو کام تھا لوگوں کو الیکشن کی طرف لاتا لیکن یہاں اگر سچ پوچھا جائے تو اصل فساد کی جڑ سپریم کورٹ کا وہ فیصلہ تھا جس میں ایک پارٹی کا انتخابی نشان واپس لیا گیا۔

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: الیکشن ایکٹ وغیرہ کے تحت پارٹی الیکشن کروانے ضروری ہیں ۔ پی ٹی آئی نے انٹرا پارٹی الیکشن اسی طرح کروا دیے تھے جس طرح دوسری پارٹیوں نے کروائے ۔ اگر پی ٹی آئی کے انٹرا پارٹی الیکشن پر اعتراض ہے تو پھر دوسری پارٹیوں کے الیکشن پر بھی اعتراض ہونا چاہیے تھا کہ جن کے اندر خاندانی بادشاہتیں ہیں ۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ سپریم کورٹ اگر بنیادی حقوق کے تحت فیصلہ کرتی تو بڑی آسانی سے یہ فیصلہ کر سکتی تھی کہ ٹھیک ہے پارٹی نے غلطی کی لیکن یہ عوام کا حق ہے کہ وہ جس پارٹی کو ووٹ دینا چاہیں دے سکتے ہیں ۔ آپ انتخابی نشان واپس لینے کی بجائے اس پارٹی کو سزا کے طور پر جرمانہ کر سکتے تھے کہ آپ بروقت الیکشن نہیں کروا سکے لیکن اب آپ کو اجازت دیتے ہیں کہ الیکشن کے بعد کروا کے جمع کروائیں ۔ لیکن کورٹ نے عوام کو اپنی مرضی کی پارٹی کو ووٹ دینے سے محروم رکھا ۔ ہر جگہ انتخابی نشان مختلف تھے بلکہ ایک ہی حلقہ میں قومی اور صوبائی انتخابی نشان مختلف تھے ۔ پھر یہ کہ مضحکہ خیز نشانات دیے گئے ۔ یہ ساری چیزیں جانبداری کی نشاندہی کرتی ہیں ۔

ایوب بیگ مرزا: پی ٹی آئی نے دو دفعہ انٹرا پارٹی الیکشن کروائے ہیں اور بروقت کروائے ہیں لیکن الیکشن کمیشن نے ان کو بھی مسترد کر دیا۔ پھر حکم دیا 20 دن کے اندر کراؤ، وہ بھی کروائے اس کے باوجود کہ جہاں کہیں وہ اکٹھے ہوتے تھے وہاں چھاپا پڑ جاتا تھا۔

سوال: 1971ء کے واقعات جب ہم پڑھتے ہیں تو سوچتے ہیں کہ ہماری مقتدر قوتوں کو کیوں نظر نہیں آ رہا تھا کہ حالات کس طرف جا رہے ہیں ، اس کے باوجود وہ قوتیں ظلم و جبر میں آگے سے آگے بڑھتی چلی گئیں ۔ اب بھی ایسا ہی محسوس ہو رہا ہے کہ عوامی رائے کو جبر کے تحت دبانے کی کوشش کی جا رہی ہے اور ظلم بڑھتا چلا جا رہا ہے، ان حالات میں کہیں ایسا تو نہیں ہوگا کہ عوامی غم و غصہ مقتدر قوتوں کے خلاف لاوا بن کر اُبھرے؟

ایوب بیگ مرزا: 1971ء میں چین نے یحییٰ خان کو مشورہ دیا تھا کہ آپ بنگال کا مسئلہ پُرامن طور پر حل کرنے کی کوشش کریں اور ظلم نہ کریں ۔ یحییٰ خان نے اسی طاقت کے نشے میں رعونت سے جواب دیا:

" I thought you were friend."

یہ طاقت کا نشہ اندھا کر دیتا ہے اور سامنے دکھائی دینے والی چیز بھی دکھائی نہیں دیتی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یحییٰ غدار تھا لیکن یہ نشہ انسان کو اس راستے پر لے جاتا ہے ۔ موجودہ صورت حال بھی اس سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے ۔

سوال: آپ کیا سمجھتے ہیں کہ جو عوامی رائے کو جبراً دبانے کی کوششیں الیکشن میں یا اس سے قبل کی گئیں اس کے بعد عوام کے دلوں میں ریاست ، ملک اور مقتدر حلقوں کے حوالے سے کیا جذبات پیدا ہوں گے؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: 1971ء میں جو سانحہ پیش آیا اس کے متعلق اسٹیبلشمنٹ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ چونکہ اس وقت الیکشن شفاف کروائے گئے تھے اس لیے یہ سانحہ پیش آیا ۔ اسٹیبلشمنٹ کے مطابق اگر کنٹرولڈ الیکشن ہوتے تو ملک نہ ٹوٹتا ۔ حالانکہ ملک اس

وجہ سے نہیں ٹوٹا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ الیکشن بھی غیر جانبدارانہ اور شفاف نہیں تھے بلکہ مشرقی پاکستان میں بالکل یکطرفہ چل رہا تھا، جماعت اسلامی کو جلسہ نہیں کرنے دیا گیا تھا۔ مولانا مودودیؒ جلسہ گاہ تک پہنچ نہیں سکے تھے، وہاں افراد پر فائرنگ کی گئی۔ کئی لوگ شہید کیے گئے۔ وہاں ظلم کی انتہا تھی لیکن فوجی حکومت نے امن قائم کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ لیکن جب عوامی لیگ جیت گئی تو پھر جماعت اسلامی کا موقف بھی یہی تھا کہ اس کو حکومت بنانے دی جائے۔ لیکن ادھر بھٹو ضد پر اڑ گئے اور عوامی لیگ کو حکومت نہ بنانے دی۔ اس سے نتیجہ یہ نکالنا چاہیے کہ فوج کو کسی صورت سیاست میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔ جہاں تک آپ کے سوال کا تعلق ہے تو یہ ٹیسٹ کر لینا چاہیے کہ وہ قوم جو اپنی فوج اور اپنے شہیدوں پر جان قربان کرتی تھی، جماعت اسلامی نے مل کر قربانیاں دی ہیں، مشرقی پاکستان میں بھی اور کشمیر میں بھی لیکن اب آپ ٹیسٹ کر لیں کہ کتنا احترام رہ گیا ہے۔ سیاسی عمل میں مداخلت کی وجہ سے جو دوریاں پیدا ہو رہی ہیں ان کو ٹھیک کرنا چاہیے۔ یہ صرف ایکس سروس مین سوسائٹی کی پریس کانفرنسوں سے ٹھیک نہیں ہوگا بلکہ اس کے لیے پہلے اس الیکشن کے نتائج کو ٹھیک کرنا ہوگا۔ خود اسٹیبلشمنٹ کو چاہیے کہ وہ الیکشن کمیشن اور ٹربیونلز وغیرہ کو یہ کہیں کہ حقائق کے مطابق رزلٹ دیں۔ اس کے علاوہ کوئی رزلٹ نہ ہو۔

سوال: اسٹیبلشمنٹ کا کردار کس حد تک ہونا چاہیے اور کہاں پر جا کر اس کو رک جانا چاہیے اور پھر عوام کے حوالے کرنا چاہیے؟

ایوب بیگ مرزا: انتخابات کے معاملات سے تو اسٹیبلشمنٹ کا سرے سے کوئی تعلق ہی نہیں ہونا چاہیے۔ جو حکومت منتخب ہو اس کو پالیسی کے حوالے سے اپنی ایڈوائس دے سکتی ہے۔ آئین میں تو یہی چیز ہے کہ آرمی چیف ڈیفنس سیکرٹری (22 گریڈ کے افسر) کے ماتحت ہوتا ہے۔ لیکن عملی طور پر یہاں کیا ہو رہا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ ساری دنیا میں یہ اصول ہے کہ ڈیفنس ڈیپارٹمنٹس اپنی گورنمنٹ کو مشورے دیتے ہیں، یہ گورنمنٹ کی مرضی ہے کہ وہ مانے یا رد کرے۔ میں آپ کو مثال دیتا ہوں۔ جب راجیو گاندھی پاکستان آیا تھا اور اس نے سیاچین کے بارے میں پاکستان سے ایک معاہدہ کر لیا۔ ڈرافٹ تیار تھا اس نے کہا میں دہلی جا کر سائن کروں گا۔ دہلی میں فوج کا مشورہ مان کر اس نے معاہدے کو مسترد کر دیا۔ پاکستانی تو اپنی فوج کو سر پر بٹھاتے رہے ہیں لیکن افسوس ہے کہ اب ہمارے نوجوانوں کو کیا سکھایا جا رہا ہے؟ یہی کہ اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے بد سے بدترین حربے اور ہتھکنڈے بھی جائز ہیں؟ یہاں تک کہ جائز و ناجائز بھی نہ دیکھو؟

> وہ MQM جس کا ووٹ بینک ہی ختم ہو گیا تھا، جس کا نام لینا بھی اہل کراچی گوارا نہیں کرتے کیونکہ وہ MQM کو کراچی کی تباہی کا ذمہ دار سمجھتے ہیں، جو بلدیاتی الیکشن نہیں لڑ پائی اُس کو جعلی طور پر کراچی کا فاتح بنا دیا گیا۔

سوال: حالیہ الیکشن میں ایسا محسوس ہوا ہے کہ لوگوں نے مجموعی طور پر مذہبی سیاسی جماعتوں کو پس پشت ڈال دیا ہے جبکہ دوسری طرف پورا ملک اخلاقی اور دینی لحاظ سے بدترین پسپائی کا شکار ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: یہ ٹھیک ہے کہ دینی سیاسی جماعتوں کی خامیاں ہوں گی، وہ متحد نہیں ہوئے، الگ الگ الیکشن لڑنے کی وجہ سے ان کا ووٹ تقسیم ہوگیا یا وہ اپنی مہم نہیں چلا سکے لیکن اس کا یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ عوام نے دینی سیاست کو مسترد کر دیا۔ جن سیاسی پارٹیوں نے پاپولر ووٹ لیا ہے انہوں نے بھی ریاست مدینہ جیسے نعرے لگائے ہیں لیکن ان کی قانون سازیاں خلاف شریعت بھی تھیں۔

سوال: وہ جماعت جس کا آپ ذکر کر رہے ہیں، اس کے جلسوں میں ناچ گانا، سارا کچھ ہوتا ہے، ان کو یوتھ نے اور پڑھے لکھے طبقے نے ووٹ دیا ہے۔ جب میں پولنگ اسٹیشن پر گیا تو میں نے دیکھا کہ اس جماعت کے کیمپ میں زیادہ رش تھا جبکہ دینی جماعتوں کے کیمپوں میں کوئی رش نہیں تھا۔ پھر اخلاقی اور دینی لحاظ سے ہمارا معاشرہ پسپائی اختیار کر رہا ہے، پورا نظام سیکولر ہے لہٰذا جماعتیں بھی وہی منتخب ہوں گی جو سیکولر ہیں؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: اب واقعتاً اس بات کی ضرورت ہے کہ اس پر سنجیدگی سے غور کیا جائے اور لوگوں کو ووٹ کی شرعی حیثیت کے بارے میں بتایا جائے۔ وہ اس کو ایک امانت سمجھ کر، گواہی سمجھ کر دیں، لوگوں کو پتہ ہو کہ کل قیامت کے دن اس بارے میں پوچھا بھی جائے گا۔ یہ دینی جماعتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کی تربیت کریں۔ آپ کے سوال سے کئی سوالات ذہن میں اُبھرتے ہیں۔ ایک طریقہ تو یہ ہے کہ ہم پسپائی اختیار کر لیں اور میدان چھوڑ دیں کہ بس اب سیکولر قوتیں ہی نظام کو چلائیں گی یا پھر یہ کہ ہم اپنی خامیوں اور کمزوریوں پر نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ ہم کہاں کہاں اپنا کردار ادا نہیں کر سکتے اور جہاں کر سکتے ہیں وہاں مثبت پہلو کو سامنے رکھ کر جدوجہد کی جائے۔ دینی ووٹ کو تقسیم ہونے سے روکا جائے۔ یہ اتحاد کے بغیر بھی سیٹ ایڈجسٹمنٹ کے ذریعے روکا جا سکتا ہے۔

ایوب بیگ مرزا: میری نظر میں عوام کی صحیح تعلیم و تربیت ہو ہی نہیں سکی کہ جمہوریت کیا ہوتی ہے اور اسلام میں سیاست کی کیا اہمیت ہے۔ حالت یہ ہے کہ اکثر پڑھے لکھے لوگ بھی یہ کہہ دیتے ہیں کہ فلاں نے سڑکیں بنائیں، پل بنائے اس لیے ہم ان کو ووٹ دیتے ہیں۔ یعنی انہیں پتا ہی نہیں کہ اسمبلیاں سڑکیں اور پل بنانے کے لیے نہیں ہوتیں بلکہ قانون سازی کے لیے ہوتی ہیں۔ اسی طرح اکثر پڑھے لکھے لوگ بھی یہ کہہ دیتے ہیں کہ مذہب کا سیاست سے کیا تعلق ہے۔ حالانکہ اسلام ایک مکمل دین ہے اس میں سیاست، معیشت، معاشرت سب چیزیں آتی ہیں۔ لوگوں کی اس لحاظ سے تعلیم و تربیت نہیں ہو سکی جس کی وجہ سے دینی سیاسی جماعتوں کو ووٹ نہیں ملتا۔ 200 سال تو ہم نے انگریز کی غلامی میں گزارے ہیں جس دوران نفاذ اسلام کا تصور ہی ذہنوں سے نکال دیا گیا اور اسلام کو محض عبادات، رسومات اور معاملات تک محدود کر دیا گیا۔ جماعت اسلامی نے خدمت خلق کے حوالے سے کتنا کام کیا لیکن ان کو بھی ووٹ نہیں ملتے کیونکہ لوگوں کا تصور یہی بن چکا ہے کہ سیاست دین سے الگ ہے۔

سوال: موجودہ الیکشن کے بعد دینی جماعتوں کے لیے یہ ضروری نہیں ہوگیا کہ وہ اپنے طریقہ کار میں تبدیلی لے کر آئیں؟

ایوب بیگ مرزا: بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اس حوالے سے جماعت اسلامی کو یہ پیشکش کی تھی کہ ہم دونوں جماعتیں مل کر اعلان کر دیتے ہیں کہ ہم

25 سال الیکشن نہیں لڑیں گے اور ان 25 سالوں میں ہم لوگوں کو اسلامی نظام سمجھائیں گے۔ لوگوں کی تعلیم و تربیت کریں گے۔ تنظیم اسلامی نے کبھی الیکشن کو حرام یا مکروہ نہیں کہا اور یہ بھی نہیں کہا کہ ہم کبھی بھی الیکشن میں نہیں آئیں گے۔ بلکہ ڈاکٹر صاحبؒ تو یہ بھی کہا کرتے تھے کہ اگر یہ بات یقینی ہو کہ کوئی اسلامی جماعت الیکشن سویپ کر سکتی ہے تو کوئی حرج نہیں ہے وہ الیکشن میں حصہ لے لیکن اس صورت میں بھی مسئلہ یہ پیدا ہوتا ہے باقی نظام سارا کا سارا اگر سیکولر ہے تو وہ دینی حکومت کو چلنے نہیں دے گا۔ جیسا کہ مصر میں ہوا۔ پاکستان میں بھی بہت اچھے کردار کے دینی رہنما اسمبلیوں میں پہنچے مگر وہ کچھ نہیں کر سکے کیونکہ اسٹیبلشمنٹ سیکولر ہے آپ کو کچھ نہ کرنے دے تو آپ کیا کریں گے؟ عدلیہ نئے نئے نکات نکال کر نظریہ ضرورت کے تحت فیصلے دے گی تو آپ کیا کریں گے؟ بیوروکریسی سیکولر ہے، آپ کیا کریں گے۔ ایک تھانیدار قتل کا کیس ایسا بنا دیتا ہے کہ جج کو مجبوراً قاتل کو رہا کرنا پڑتا ہے تو آپ کیا کریں گے۔ آپ نے تو صرف اسمبلی میں دینی لوگ بھیجے ہیں لہٰذا انقلاب تو تب آئے گا جب پورے فرسودہ باطل نظام کو سہارا دینے والی قوتوں کو بھی ختم کیا جائے۔

سوال: ڈاکٹر صاحب کی 25 سال والی جو پروپوزل تھی کیا اب اس پر کونسیڈریشن ہو سکتی ہے؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: یہ ایک بڑا سنجیدہ موضوع ہے۔ اس پر کئی مرتبہ سوچنے کی ضرورت ہے۔ شاید اس مختصر پروگرام میں میں اپنا نقطہ نظر نہ بیان کر سکوں۔ اس میں پھر سوال اُٹھیں گے کہ 25 سال دینی جماعتیں اگر سسٹم سے باہر رہتی ہیں تو ان پچیس سالوں میں عالمی قوتوں نے بھی اپنا کام کرنا ہے، سیکولر قوتوں نے بھی، سوشل میڈیا، الیکٹرانک میڈیا اور نظام تعلیم نے بھی کردار ادا کرنا ہے۔ آپ پارلیمنٹ سے باہر ہوئے تو آپ صرف احتجاج کر سکتے ہیں یا پھر علمی باتیں کر سکتے ہیں۔ ایسا بھی نہیں ہے کہ دینی سیاسی جماعتیں بالکل کچھ نہیں کر سکیں۔ 1949ء میں قرارداد مقاصد انہی کی وجہ سے پاس ہوئی ہے، پاکستان کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھا گیا ہے، خلاف شریعت کوئی قانون سازی نہیں ہو سکتی یہ قانون پاس ہوا ہے۔ قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا گیا ہے، یہ سارے کام دینی سیاسی قوتوں کی بدولت ہی ہوئے ہیں۔ گویا کچا پکا نظام موجود ہے، اس کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے، اُس طرح کا انقلاب وہاں آتا ہے جہاں بادشاہتیں ہوتی ہیں۔ پھر یہ کہ 2002ء میں دینی جماعتوں کے 68 نمائندے اسمبلیوں میں موجود تھے۔

سوال: جو موجود تھے وہ کسی پردہ غیبی کی تائید کے بغیر موجود نہیں تھے؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: کوئی پردہ غیبی نہیں تھا۔ دو چیزیں ہوئیں۔ ایک تو جب افغانستان پر امریکہ حملہ آور ہوا تو دینی جماعتیں اس کے خلاف نکلیں، جلوس نکالے، ریلیاں نکالیں جبکہ دوسری طرف سیکولر جماعتیں ایسی روش پر تھیں جیسے آج غزہ کے معاملے میں خاموش ہیں۔ کے پی کے اور بلوچستان کے عوام نے اس وجہ سے دینی جماعتوں کو ووٹ دیے۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ دینی جماعتوں کا ووٹ تقسیم نہیں ہوا۔ لہٰذا میں یہ کہتا ہوں کہ اتنی بھی مایوسی نہیں ہے کہ دینی جماعتوں کو ووٹ نہیں ملتے۔ البتہ اپنی خامیوں کو دیکھ کر آگے چلنے کی ضرورت ہے۔

سوال: اب جو حکومت بننے جا رہی ہے وہ کس قسم کی ہوگی اور اس کو کیا چیلنجز درپیش ہوں گے؟

ایوب بیگ مرزا: پہلے تو میرا خیال تھا کہ پیپلز پارٹی اور نون لیگ مل کر ہر لحاظ سے مخلوط حکومت بنا لیں گے لیکن اب صورتحال مختلف ہے۔ پیپلز پارٹی یہ سمجھتی ہے کہ اگر ہم حکومت میں شامل ہوتے ہیں تو جو ہوتا ہوا نظر آ رہا ہے اس کا سارا ملبہ ہم پر بھی پڑے گا لیکن اگر ن لیگ کو سپورٹ نہیں کرتے تو کارڈ ان کے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ لہٰذا PPP نے فیصلہ کیا کہ ہم حکومت تو ن لیگ کی کھڑی کر دیں گے لیکن یہ کہ ہم حکومت میں شامل نہ ہوں گے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اگر مستقبل میں پی ٹی آئی اور PPP اپوزیشن میں متحد ہو گئیں تو حکومت لڑکھڑاتی رہے گی اور اس سے اتنا بگاڑ پیدا ہوگا کہ یہ اپنی بنیادوں پر کلہاڑا چلانے والی بات ہے۔ پھر یہ کہ ہم نے تقریباً ساڑھے 24 ارب ڈالر کا قرضہ ادا کرنا ہے، نئے قرضے لینے پڑیں گے اور بیرونی قوتیں ہمارے ساتھ جو کھیل کھیلیں گی کہتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔ کیا کچھ ہم بیچ چکے ہیں اور کیا کچھ بیچنا پڑے گا۔ اللہ ہماری حفاظت کرے۔

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: جو ایک کمزور سی حکومت مفاد پرستوں کی اور پروٹوکول لینے والوں کی بنے گی۔ یہ مزید کرپشن کے ایجنڈوں کے ساتھ آنے والی حکومت ہے۔ یہ ملک کو آگے لے جانے کی صلاحیت سے محروم ہوگی، جہاں پہلے ہی قرضوں کا اتنا بوجھ ہو وہاں یہ حکومت مزید بوجھ بنے گی۔ صرف 90 ہزار گاڑیاں مرکز میں ہیں جن کے پٹرول کا خرچہ بھی عوام بھرتے ہیں، دنیا میں کہیں بھی اس طرح نہیں ہوتا۔ اس سے اور زیادہ مایوسی پھیلے گی اور شدید ردعمل پیدا ہوگا۔

❁❁❁

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

دعائے مغفرت — إنا للہ وإنا إلیہ راجعون

☆ حلقہ کراچی جنوبی، کورنگی وسطی تنظیم کے رفیق حافظ نور حسین وفات پا گئے۔
برائے تعزیت (بیٹا): 0336-9211177

☆ حلقہ کراچی جنوبی، کورنگی شرقی کے نقیب شجاعت بیگ کی والدہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0345-2604110

☆ حلقہ کراچی شمالی، اورنگی ٹاؤن کے مقامی امیر آفتاب عالم کی والدہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0321-2260360

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کی مقامی تنظیم ڈیرہ اسماعیل خان کے ملتزم رفیق محترم طارق محمود اعوان کی والدہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0306-5682276

☆ حلقہ پنجاب جنوبی، ڈی جی خان کے رفیق عبدالحکیم کے والد وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0333-6930033

☆ حلقہ پنجاب جنوبی ملتان شہر کے رفیق محمد طاہر قریشی کے والد وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0300-6386099

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

حیا ہی پہچان ہماری

ماجدہ نعیم

اسلام معاشرے میں بھلائی پھیلانا چاہتا ہے۔ برائی اور بے حیائی کی روک تھام کرنا چاہتا ہے۔ اس لیے ہمیں اللہ اور اس کے رسول نے زندگی کے ہر شعبے میں حیا اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ بے حیائی کی ترویج کرنا اور سراہنا بھی بے حیائی میں ہی شمار ہوگا۔

ارشادِ نبوی ﷺ ہے: ''بے حیائی جس چیز میں ہوتی ہے اسے عیب دار بنا دیتی ہے اور حیا جس چیز ہوتی ہے، اسے زینت بخشتی ہے۔'' (مسند احمد:9225)

یہ بھی فرمایا: ''حیا اور ایمان ہمیشہ اکٹھے رہتے ہیں۔ جب ان میں سے کوئی ایک اٹھا لیا جائے تو دوسرا خود بخود اٹھ جاتا ہے۔'' (مشکوۃ)

اگر ہم اپنے ایمان کو عزیز رکھتے ہیں تو ضرور ہم اپنے اندر موجود حیا کی حفاظت کریں گے۔ کتاب الٰہی ہمیں سکھاتی ہے کہ نامحرم سے کیسا معاملہ کرنا چاہیے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اے نبیؐ! مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ اُن کے لیے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے، جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اُس سے باخبر رہتا ہے۔'' (النور:30)

قرآن میں نظر کی حفاظت کے فوراً بعد شرمگاہ کی حفاظت کا حکم دیا گیا گویا پاکدامنی کی پہلی شرط نظر کی حفاظت ہے۔ ہمیں قرآن نے نامحرموں سے غیر ضروری گفتگو کرنے سے بھی منع کیا ہے لیکن اگر مجبوراً بات کرنی پڑے تو اس کے بھی آداب بتائے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو دبی زبان سے بات نہ کیا کرو کہ دل کی خرابی کا مُبتلا کوئی شخص لالچ میں پڑ جائے، بلکہ صاف سیدھی بات کرو۔'' (الاحزاب:32)

اس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اسلام میں غیر محرموں سے چھپی آشنائی کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ مسلمانوں کو حیا کا مظہر ہونا چاہیے۔ مسلمانوں کے اخلاق و کردار، گفتگو، اٹھنے بیٹھنے، اوڑھنے، غرض ہر چیز میں حیا نظر آنی چاہیے۔ اس لیے کیونکہ ارشاد نبوی ہے۔ ہر دین کا کوئی امتیازی وصف (صفت) ہوتا ہے اور اسلام کا امتیازی وصف حیا ہے۔

اب اگر اسلام کا امتیازی وصف مسلمانوں میں ہی نہیں پایا جائے گا، تو پھر کس میں پایا جائے گا؟ اور میں اپنی پیاری بہنوں سے کہتی ہوں کہ ہرایرے غیرے کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ آپ کی خوبصورتی دیکھے۔ آپ کی خوبصورتی اور زینت صرف خاوند کے لیے ہے۔ یوں ہر کسی کے سامنے اپنی خوبصورتی کا اظہار کر کے آپ اپنی خوبصورتی کو بے وقعت کر رہی ہیں۔ اور یوں آپ کے چہرے کی معصومیت آہستہ آہستہ ختم ہو جائے گی۔ نامحرموں کے سامنے زینت کے اظہار کی ممانعت کے حوالے سے اور پردے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا: ''اور (مومن عورتیں) اپنا بناؤ سنگھار نہ ظاہر کریں مگر ان لوگوں کے سامنے۔ شوہر، باپ، سسر، اپنے بیٹے، شوہروں کے بیٹے، بھائی، بھتیجے، بھانجے، اپنے میل جول کی عورتیں، اپنے مملوک، وہ زیردست مرد جو کسی اور قسم کی غرض نہ رکھتے ہوں، اور وہ بچے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہ ہوئے ہوں۔'' (النور:31)

اس آیت سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ عورتیں خاوند کے علاوہ کسی اور کے لیے میک اپ نہیں کر سکتیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری بدترین عوتیں وہ ہیں جو (نامحرموں کے سامنے) زیب و زینت اختیار کرنے والی اور تکبر کرنے والی ہوں، یہی عورتیں منافق ہیں۔'' (سلسلہ صحیحہ)

اس سلسلے میں کچھ والدین بھی قصوروار ہوتے ہیں کیونکہ وہ اپنے بچوں کو بچہ سمجھ کر انہیں ڈھیل دیے جاتے ہیں۔ مذکورہ بالا آیت میں جو بچے عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہ ہوئے ہوں۔ یہ تعریف زیادہ سے زیادہ دس بارہ سال کے لڑکوں پر صادق آ سکتی ہے۔ اس سے زیادہ عمر کے لڑکے اگرچہ نابالغ ہوں، مگر ان میں صنفی احساسات بیدار ہونے شروع ہو جاتے ہیں اس لیے ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے بچوں کو کم عمری سے ہی حیا کی تعلیم دیں۔ حیادار، ساتر لباس پہنائیں۔ حیادار گفتگو کرنا سکھائیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اے ایمان والو، اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ۔'' (التحریم:6)

قرآن میں تمام پیغمبروں اور خصوصاً حضرت یوسف علیہ السلام کی حیا کی مثال ہمیں ملتی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے مشکل ترین مرحلے پر بھی اپنی حیا کا دامن تھامے رکھا اور خواتین مصر کے جالوں سے بچنے کے لیے زندان میں جانے کو ترجیح دی۔ ایسا کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بلند اور مضبوط پاکیزہ اخلاق کا علم مصر کے ہر خاص و عام کو ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جنتی عورتوں کی سب سے نمایاں صفت حیا بتائی ہے، اب اگر ہم جنت کے حصول میں سنجیدہ ہیں، تو کیا ہم اپنے اندر یہ صفت پیدا کرنے کی کوشش نہیں کریں گے؟ دراصل حیا کو اختیار کرنے سے ہی انسان ایمان کی حلاوت کو محسوس کر پاتا ہے۔ حیا انسان کے وقار میں اضافہ کرتی ہے اور انسان کو سکون بخشتی ہے۔ حیا انفرادی اور قومی اخلاق کی پاسبان ہے۔ تو پھر کیا حیا سراپا خیر نہیں ہے؟ ہے، کیوں نہیں۔

اس لیے آیئے سب مل کر یہ کام کرتے ہیں۔ بے حیائی کو روکنے اور حیا کو فروغ دینے کا کام۔ حیا ہماری پہچان ہے جو کھو چکی ہے۔ آیئے اس پہچان کو دوبارہ اپنے نام کریں۔

یہ کام ہے صبح و شام کرنا، حیا کے کلچر کو عام کرنا
قلم سے یہ انتظام کرنا، حیا کے کلچر کو عام کرنا

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 34 سال، تعلیم ایم اے اسلامیات/ اردو، قرآن ٹیچر، کے لیے دینی مزاج کے حامل، برسرروزگار، تعلیم یافتہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0308-4243717

☆ فیصل آباد میں مقیم اہل حدیث جٹ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 21 سال، بی ایس سی فزیالوجی، قد "5.'5 کے لیے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0301-8856562

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

ماہِ رمضان المبارک کے دوران تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام ملک بھر میں

دورۂ ترجمہ قرآن وخلاصۂ تعلیماتِ قرآن

کے پروگراموں کی فہرست

نوٹ: جہاں پر (☆) کا نشان ہے وہاں خواتین کی شرکت کا باپردہ انتظام ہے۔

دورہ ترجمہ قرآن کے اہم مقامات	محترم شجاع الدین شیخ، امیر تنظیم اسلامی Amir's palace متصل امام کلینک نزد فائیو اسٹار چورنگی نارتھ ناظم آباد کراچی☆ 03212828025	محترم حافظ عاطف وحید، ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی 36 کے ماڈل ٹاؤن لاہور☆ (042)35869501	محترم اعجاز لطیف نائب امیر تنظیم اسلامی رائل ایونٹ کمپلیکس نزد قائد اعظم انٹرچینج بیدیاں روڈ لاہور☆ 03008450098	محترم مبشر عارف دورہ ترجمہ قرآن مسجد دارالاسلام، مرکز تنظیم اسلامی، ملتان روڈ، چوہنگ لاہور☆ 03344381441

دورۂ ترجمہ قرآن (کراچی)

Amir's palace متصل امام کلینک نزد فائیو اسٹار چورنگی نارتھ ناظم آباد☆ کراچی 03212828025	محترم شجاع الدین شیخ، امیر تنظیم اسلامی دورہ ترجمہ قرآن
کینڈل ٹاپ بینکوئٹ نزد بلوچستان بجی، بلاک 17 کراچی☆03332270003	محترم ڈاکٹر سید عطاء الرحمن عارف دورہ ترجمہ قرآن
مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، اسٹریٹ 34، خیابان راحت، درخشاں ڈیفنس فیز 6 کراچی☆03042135558	محترم انجینئر سید نعمان اختر دورہ ترجمہ قرآن
ریڈیسن میرج لان، KPT انٹرچینج بالمقابل ایکسٹینشن، فیز 7 ڈیفنس، نزد امتیاز سپر مارکیٹ، PSO پٹرول پمپ کراچی ☆ 03003949248	محترم ڈاکٹر محمد الیاس دورہ ترجمہ قرآن
کلیانہ کمیونٹی سنٹر، نزد ایوان تجارت ہسپتال، سیکٹر 10 نارتھ کراچی☆ 03452097627	محترم ڈاکٹر انوار علی دورہ ترجمہ قرآن
گلستان انیس کلب، بل پارک چورنگی، شہید ملت روڈ کراچی☆ 03219221929	محترم محمد نعمان دورہ ترجمہ قرآن
راج محل لان، متصل چنیوٹ ہسپتال، کورنگی نمبر ڈھائی کراچی☆ 03369211177	محترم عاطف اسلم دورہ ترجمہ قرآن
قرآن مرکز لانڈھی: 861، سیکٹر 37D، نزد رضوان سویٹس (بابر مارکیٹ) لانڈھی 2 کراچی☆ 03332815528	محترم محمد ہاشم دورہ ترجمہ قرآن
ملن بینکوئٹ، پلاٹ نمبر B-483، سیکٹر 35A، زمان ٹاؤن، کورنگی نمبر 4 کراچی☆ 03362129166	محترم عامر خان دورہ ترجمہ قرآن
پہلی منزل جانز بروسٹ، نزد اٹک پٹرول پمپ، کورنگی کراسنگ کراچی☆ 03020275546	محترم محمد سہیل راؤ دورہ ترجمہ قرآن
ہُما لان، نزد جنگ اخبار بلڈنگ و شاہین کمپلیکس، آئی آئی چندریگر روڈ کراچی☆ 03009257750	محترم محمد رضوان دورہ ترجمہ قرآن
سیفرون میرج لان، نزد گلف شاپنگ سینٹر، تین تلوار مین کلفٹن روڈ کراچی☆ 03333367704	محترم حافظ محمد اسلم خلاصۂ مضامین قرآن
مکان نمبر 2095، رحیم آباد اسٹریٹ نمبر 17، سیکٹر 43A، نزد لیاقت P.M.T، کورنگی نمبر 3 کراچی 03324060999	محترم ڈاکٹر اسرار علی خلاصۂ مضامین قرآن
Quran Markaz Defence, 10th C, 13th Commercial Street, Phase II Ext, DHA کراچی☆ 03002933734	محترم انجینئر نعمان آفتاب خلاصۂ مضامین قرآن
ایڈن گارڈن، سیکٹر 35-A اسکیم-33 مین رم جھم ٹاور کراچی☆ 03009252074	محترم حذیفہ آصف پراچہ دورہ ترجمہ قرآن

عرش بریں، SB-164 سیکٹر B4 سرجانی ٹاؤن کراچی ☆ 03002193877	محترم سید محمد مصطفیٰ دورہ ترجمہ قرآن
اقراء یونیورسٹی، بحریہ ٹاؤن کراچی ☆ 03447905057	محترم عمران چھاپڑا دورہ ترجمہ قرآن
M.C.C لان، ملک سوسائٹی، نزد فاریہ چوک، گلزار ہجری کراچی ☆ 03332194114	محترم عمر انعام جعفری دورہ ترجمہ قرآن
تابش لان، سیکٹر X گلشن معمار کراچی ☆ 03218212276	محترم طارق امیر پیرزادہ دورہ ترجمہ قرآن
رائل پیلس، بالمقابل نیو کراچی تھانہ سیکٹر L11 نیو کراچی 03002616318	محترم سہیل صدیقی خلاصہ مضامین قرآن
مرحبا بنکوئیٹ ناظم آباد نمبر 4 کراچی نزد امتیاز سپر مارکیٹ کراچی ☆ 03008293917	محترم عاطف محمود دورہ ترجمہ قرآن
قرآن اکیڈمی یاسین آباد فیڈرل بی ایریا بلاک 9 کراچی ☆ 03134455515	محترم محمد ارشد دورہ ترجمہ قرآن
رائل ڈائمنڈ ہال ایف بی ایریا بلاک 17 نزد ماجی ہسپتال کراچی ☆ 03134455515	محترم سلیم الدین دورہ ترجمہ قرآن
امامہ لان سیکٹر 16-1 نزد جرمن اسکول گلشن بہار اورنگی ٹاؤن کراچی ☆ 03212260360	محترم آصف عزیز خلاصہ مضامین قرآن
DH پیلس سیکٹر ساڑھے گیارہ نزد اسلام چوک اورنگی ٹاؤن کراچی ☆ 03212260360	محترم عمیر کریم خلاصہ مضامین قرآن
وائٹ گولڈ میرج لان، مشرق کوچ آخری اسٹاپ نزد جنگل اسکول سعید آباد بلدیہ ٹاؤن کراچی ☆ 03212925200	محترم سید فاروق احمد خلاصہ مضامین قرآن
الخیر کمیونٹی سینٹر، ابراہیم ولاز جامعہ ملیہ روڈ، ملیر سٹی کراچی ☆ 03332392278	محترم حافظ محمد اسد قریشی دورہ ترجمہ قرآن
رائل لاونج، بزنس ریکارڈر روڈ، نزد گرومندر کراچی ☆ 03452156660	محترم خرم احمد دورہ ترجمہ قرآن
نیوسٹی لان، صہبا اختر روڈ، بلاک 13D-2، گلشن اقبال کراچی ☆ 03332198197	محترم محمد حسین دورہ ترجمہ قرآن
پی آئی اے نرسری (PIAN) مین یونیورسٹی روڈ، نزد ایکسپو سینٹر، بلاک 15 گلشن اقبال کراچی ☆ 03219203880	محترم سید وجاہت علی دورہ ترجمہ قرآن

THE VENUE BANQUET HALL کراچی ☆ 03219295691	محترم اسامہ جاوید عثمانی دورہ ترجمہ قرآن
حسن بینکوئٹ، نزد continental Bakery بالمقابل زرعی ترقیاتی بنک بلاک 15 کراچی ☆ 03003377240	محترم انجینئر محمد عثمان علی دورہ ترجمہ قرآن
Excelsior بینکوئٹ نزد Be Energy پڑول پمپ بلاک 11 گلستان جوہر کراچی ☆03332192439	محترم عزیز ظفر صدیقی دورہ ترجمہ قرآن
شان مغلیہ لان، ماڈل کالونی، جناح ایونیو روڈ کراچی ☆ 03322210335	محترم راشد حسین شاہ دورہ ترجمہ قرآن
جامع مسجد عثمان، متصل فاران کلب نزد نیشنل اسٹیڈیم، بلاک 17، گلشن اقبال کراچی 03332328876	محترم راسب وسیم خان خلاصہ مضامین قرآن
کراچی میٹروپولٹن اکیڈمی (سابقہ آکسفورڈ اسکول) انڈس مہران سوسائٹی ملیر کراچی ☆ 03343902355	محترم سید یونس واجد خلاصہ مضامین قرآن
آڈیٹوریم ای کومپلیکس کالج گلشن حدید فیز 1 کراچی ☆ 03126924337	محترم محمد ظہیر خلاصہ مضامین قرآن

دورۂ ترجمہ قرآن (لاہور)

رائل ایونٹ کمپلیکس نزد قائد اعظم انٹرچینج بیدیاں روڈ لاہور ☆ 03008450098	محترم اعجاز لطیف دورہ ترجمہ قرآن
مسجد قرآن اکیڈمی 36 کے ماڈل ٹاؤن لاہور ☆(042)35869501	محترم حافظ عاطف وحید دورہ ترجمہ قرآن
مسجد دارالاسلام، مرکز تنظیم اسلامی، ملتان روڈ، چوہنگ لاہور ☆ 03344381441	محترم مبشر عارف دورہ ترجمہ قرآن
گولڈن فورٹ میرج ہال واپڈا ٹاؤن لاہور ☆03006408414	محترم خورشید انجم دورہ ترجمہ قرآن
مسجد ابراہیم پنجاب سوسائٹی، لاہور 030084155960	محترم عبداللہ محمود دورہ ترجمہ قرآن
علی سبحان شادی ہال نزد ٹوکے والا چوک لاہور 03344216116	محترم شہباز احمد شیخ دورہ ترجمہ قرآن
رائل میرج ہال نادر آباد لاہور ☆ 03054462608	محترم شیرافگن دورہ ترجمہ قرآن
مسجد بنت کعبہ N-866 پونچھ روڈ سمن آباد لاہور ☆03004054762	محترم سجاد سرور دورہ ترجمہ قرآن

بلیسنگ میرج ہال، جوہر ٹاؤن لاہور☆ 03224250428	محترم عبدالمہیمن ہادی دورہ ترجمہ قرآن
قصر سعید بینکویٹ ہال ممدوٹ بلاک مصطفیٰ ٹاؤن نزد کریم بلاک مارکیٹ لاہور☆ 03004017898	محترم کاشف رشید احمد گیلانی دورہ ترجمہ قرآن
گرینڈ مارکی۔ سپیرز گارڈن، بالمقابل بحریہ ٹاؤن لاہور☆ 03218239921	محترم مولانا خان بہادر دورہ ترجمہ قرآن
مسجد عائشہ۔ سمارٹ ٹاؤن متصل انجینئرز ٹاؤن لاہور☆ 03334173174	محترم محمد عظیم دورہ ترجمہ قرآن
مسجد نور الہدیٰ فیروزوالہ شاہدرہ 03144075722	محترم نعیم اختر عدنان دورہ ترجمہ قرآن
مسجد خدیجۃ الکبریٰ چٹی کوٹھی روڈ شیخوپورہ ☆03344381441	محترم ثمر اقبال دورہ ترجمہ قرآن

دورۂ ترجمہ قرآن (اسلام آباد)

مسجد جامع القرآن، پیپونٹ اسلام آباد☆ 03455511341	محترم عبدالرؤف دورہ ترجمہ قرآن
مسجد دیوان عمر فاروق ایف 10 مرکز اسلام آباد☆03028500869	محترم محمد شاہد دورہ ترجمہ قرآن
گلیکسی مارکی ترنول اسلام آباد☆ 03085021681	محترم وقار اشرف دورہ ترجمہ قرآن
مسجد الفرقان آئی ایٹ مرکز اسلام آباد 03315260377	محترم محمد سلیم دورہ ترجمہ قرآن
ایگزیکٹو مارکی، نزد بحریہ ٹاؤن گیٹ 6 اسلام آباد☆03321500954	محترم عمیر نواز دورہ ترجمہ قرآن
نیول اینکریج اسلام آباد 03338882332	محترم محمد نعمان دورہ ترجمہ قرآن
ملن شادی ہال مری روڈ بھارہ کہو اسلام آباد☆03105941584	محترم ڈاکٹر خالد محمود دورہ ترجمہ قرآن
احمد میرج ہال، نئی آبادی ماڈل ٹاؤن ھمک اسلام آباد☆03139856449	محترم محمد ریاض دورہ ترجمہ قرآن
آدم لاج، چٹھہ بختاور، پارک روڈ اسلام آباد☆03005114500	ویڈیو ڈاکٹر اسرار احمدؒ دورہ ترجمہ قرآن
مسجد حسنین سواں گارڈن اسلام آباد 03235522788	محترم عامر نوید خلاصہ مضامین قرآن
مسجد جبل نور ای الیون اسلام آباد 03008441682	محترم اعجاز حسین خلاصہ مضامین قرآن
مسجد فاروق اعظم بیروٹ 03448979579	محترم قمر عباسی دورہ ترجمہ قرآن

المیزان پبلک سکول اپر ملکپورہ ایبٹ آباد 03005057120	ویڈیو ڈاکٹر اسرار احمدؒ دورہ ترجمہ قرآن
دفتر تنظیم اسلامی کھلہ بٹ، ٹاؤن شپ ہری پور 03145550827	ویڈیو ڈاکٹر اسرار احمدؒ دورہ ترجمہ قرآن
مسجد نور القرآن وسنہ غازی ہملٹ ہری پور☆03075538894	ویڈیو (محترم شجاع الدین شیخ) خلاصہ مضامین قرآن

دورۂ ترجمہ قرآن (راولپنڈی)

جامع مسجد حرمین شریفین گلزار قائد راولپنڈی ☆03465070646	محترم راجہ محمد اصغر دورہ ترجمہ قرآن
رائل سن ہوٹل جی ٹی روڈ ٹیکسلا☆ 03415615296	محترم شفاء اللہ خان دورہ ترجمہ قرآن
دیوان خاص میرج ہال نزد مصریال روڈ راولپنڈی کینٹ ☆ 03005077164	محترم وقار احمد دورہ ترجمہ قرآن
زیب شادی ہال بنی سٹاپ (لالہ رخ کالونی) مین چکری روڈ راولپنڈی ☆ 03335494046	محترم دلاور علی دورہ ترجمہ قرآن
تھری روز میرج ہال عسکری بینک پلازہ خواجہ کارپوریشن اڈیالہ روڈ راولپنڈی ☆ 03313566789	محترم حمزہ شاہد دورہ ترجمہ قرآن
کراؤن بینکوئٹ ہال پونچھ ہاؤس صدر راولپنڈی☆03215159579	محترم عادل یامین دورہ ترجمہ قرآن
میجسٹی مارکی بحریہ فیز 7 نزد اللہ سکوائر بحریہ ٹاؤن راولپنڈی ☆ 03015445548	محترم رضوان حیدر دورہ ترجمہ قرآن
مرحبا شادی ہال ٹیپو روڈ راولپنڈی ☆ 03005158417	محترم محمد شہریار دورہ ترجمہ قرآن
رویش مارکی سیکٹر ایف ڈی ایچ اے 2 راولپنڈی☆03215852714	محترم سعد محمود دورہ ترجمہ قرآن
قرآن اکیڈمی گلریز 2 راولپنڈی ☆ 03335516971	محترم محمد نعمان طارق دورہ ترجمہ قرآن
حمزہ شادی ہال سیکٹر 4 ائیر پورٹ ہاؤسنگ سوسائٹی راولپنڈی ☆ 03333004729	محترم ابو محمد دورہ ترجمہ قرآن
موسیٰ شادی ہال نزد کھنہ پل سروس روڈ راولپنڈی☆03435477684	سہیل شہزاد دورہ ترجمہ قرآن
رائل مینشن سید پور روڈ حیدری چوک راولپنڈی☆03008550773	محترم امجد علی دورہ ترجمہ قرآن

بیرسٹر طارق کھوکھر بلڈنگ نزد کے آر ایل کالونی چھتری چوک راولپنڈی☆ 03335758239	محترم عبداللہ حنیف دورہ ترجمہ قرآن
مدرسہ ربیۃ القرآن وسنہ گلی رشیدہ فدا مسجد محلہ گلزار آباد وارڈ نمبر 2 پنڈی گھیپ 03319369945	محترم مولانا غلام مرتضیٰ خلاصۂ مضامین قرآن

دورۂ ترجمہ قرآن (پشاور)

مسجد ابوبکر صدیق، مرکز تنظیم اسلامی، سعد اللہ جان کالونی، جی ٹی روڈ، حاجی کیمپ پشاور 03459121006	محترم قاضی فیصل ظہیر دورہ ترجمہ قرآن
مسجد بلال، بلاک سی، آرمی ویلفیئر ٹرسٹ ہاؤسنگ سکیم، کوہاٹ روڈ، بڈھ بیر پشاور 03339102402	محترم عبدالناصر صافی خلاصۂ مضامین قرآن
سراج اکیڈمی، خان جی پلازہ، نہر چوک مردان 03065722077	محترم ڈاکٹر حافظ محمد مقصود دورہ ترجمہ قرآن
مسجد سلاج فرنیچر فیکٹری، رسالپور روڈ نوشہرہ 03018093738	محترم حبیب الرحمٰن دورہ ترجمہ قرآن

دورۂ ترجمہ قرآن (ملاکنڈ)

دفتر تنظیم اسلامی بی بیوڑ خاص بی بیوڑ بازار 03439771044	آڈیو ڈاکٹر اسرار احمدؒ بیان القرآن
جامع مسجد اتات خیل غالیگے سوات 03469475724	حبیب علی صاحب ترجمہ قرآن
جامع مسجد نور الاسلام شریف آباد کبل سوات 03459519148	ویڈیو ڈاکٹر اسرار احمدؒ بیان القرآن

دورۂ ترجمہ قرآن (گوجر خان)

مقامی شادی ہال میر پور 03058750695	محترم حافظ ندیم مجید دورہ ترجمہ قرآن
دفتر تنظیم اسلامی ڈب روڈ چکوال 03103531424	محترم خرم شہزاد بٹ دورہ ترجمہ قرآن
دفتر تنظیم اسلامی نواز شہید کالونی نزد قبرستان چوک جہلم 03015868300	ویڈیو ڈاکٹر اسرار احمدؒ دورہ ترجمہ قرآن
جامع مسجد العابد وارڈ نمبر 7 گوجر خان 03219506204	ویڈیو ڈاکٹر اسرار احمدؒ دورہ ترجمہ قرآن

دورۂ ترجمہ قرآن (گوجرانوالہ)

مسجد تقویٰ متصل پولیس چوکی گرین ٹاؤن جماپلور روڈ گجرات 03451498130	محترم حافظ علی جنید میر دورہ ترجمہ قرآن
مسجد احیائے دین مدثر شہید روڈ سیالکوٹ کینٹ 03369002121	محترم نعیم صفدر بھٹہ دورہ ترجمہ قرآن
کمیونٹی سنٹر، ڈی سی کالونی گوجرانوالہ 03344402838	محترم انجینئر محمد احمد دورہ ترجمہ قرآن
پاک سپر رائس ملز، نزد شیل پٹرول پمپ، سرگودھا روڈ، کنجاہ 03494943911	محترم محمد عبدالرحمن دورہ ترجمہ قرآن
مسجد بیت الخیر بمقام چک جانی خورد، تحصیل کھاریاں، ضلع گجرات 03344700324	ویڈیو ڈاکٹر اسرار احمدؒ خلاصۂ مضامین قرآن
مرکز تنظیم اسلامی مسجد المصطفیٰ، گھنیاں روڈ پھالیہ 03466453822	ویڈیو ڈاکٹر اسرار احمدؒ دورہ ترجمہ قرآن

دورۂ ترجمہ قرآن (سرگودھا)

مسجد جامع القرآن، مین روڈ سیٹلائیٹ ٹاؤن، سرگودھا 03067293312	محترم محمد گلباز دورہ ترجمہ قرآن
بالمقابل دربار غالب شاہ، رحمان پورہ سرگودھا 03006203974	ویڈیو (محترم شجاع الدین شیخ)
الکریم پلازہ، بلاک نمبر 1، جوہر آباد ضلع خوشاب 03005601000	ویڈیو ڈاکٹر اسرار احمدؒ
مسجد بیت المکرم میانوالی 03327722972	محترم نور خان خلاصۂ مضامین قرآن
مسجد عمر فاروق بٹیاں میانوالی 03213494300	ویڈیو (محترم شجاع الدین شیخ)

دورۂ ترجمہ قرآن (فیصل آباد)

مسجد قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 مدینہ ٹاؤن کینال روڈ، فیصل آباد 03336535344	محترم ڈاکٹر عبدالسمیع دورہ ترجمہ قرآن
سیون سیز بینکویٹ بالمقابل حمید پیلس گیٹ چوک ستیانہ روڈ فیصل آباد☆ 03007260041	محترم فیضان حسن جاوید دورہ ترجمہ قرآن
گلستان میرج ہال۔ملت روڈ فیصل آباد 03007847622	محترم فیصل افضل دورہ ترجمہ قرآن
مسجد رحمٰن، بالمقابل مین بازار منصورہ آباد، جھمرہ روڈ فیصل آباد 03007997862	محترم یاسر سعید دورہ ترجمہ قرآن
قرآن سنٹر C-315، واپڈا سٹی فیصل آباد 03007997862	محترم اجمل خان غوری دورہ ترجمہ قرآن
رائل مارکی دار السکینہ روڈ نزد ریلوے پھاٹک جھنگ صدر 03337327000	محترم عبداللہ ابراہیم دورہ ترجمہ قرآن
مسجد عبید اللہ محلہ سلطان والہ جھنگ 03336729758	محترم عبداللہ اسماعیل دورہ ترجمہ قرآن

دورۂ ترجمہ قرآن (ساہیوال)

قرآن مرکز عارف والا 03000971784	محترم پروفیسر نوازش رسول دورہ ترجمہ قرآن
جامع مسجد عبداللہ ابن مسعود حویلی لکھا 03082140217	محترم مولانا محمد اکرم مجاہد خلاصۂ مضامین قرآن
مرکز تنظیم اسلامی شیخ کاٹن کالونی وہاڑی 03064996494	محترم ڈاکٹر مظہر الاسلام دورہ ترجمہ قرآن
میاں کالونی اوکاڑہ، 03226991117	ویڈیو ڈاکٹر اسرار احمدؒ، خلاصہ مضامین قرآن
بورے والا ہسپتال بورے والا 03006991080	ویڈیو ڈاکٹر اسرار احمدؒ خلاصۂ مضامین قرآن
سٹی پاکپتن 03078766691	ویڈیو ڈاکٹر اسرار احمدؒ، خلاصۂ مضامین قرآن

دورۂ ترجمہ قرآن (بہاول نگر)

مسجد جامع القرآن مرکز تنظیم اسلامی گلی نمبر 22 فاروق آباد شرقی بہاول نگر☆ 03067861702	محترم محمد یونس دورہ ترجمہ قرآن
مسجد فاطمہ المعروف جامع القرآن مرکز تنظیم اسلامی گلشن حشمت ہارون آباد☆ 03066083232	محترم نثار احمد شفیق دورہ ترجمہ قرآن
مسجد گلزار حبیب مسلم ٹاون چشتیاں 03367103377	محترم محمد امین نوشاہی درس قرآن
مسجد جامع القرآن اکیڈمی گرین ٹاون چک نمبر 19 مروٹ☆03004248315	محترم حافظ شمس الحق اعوان خلاصۂ مضامین قرآن
انجم کتاب گھر فیصل بازار فقیر والی 03417425186	ویڈیو (محترم شجاع الدین شیخ) خلاصۂ مضامین قرآن
حسن ٹاون بنگلہ روڈ فقیر والی 03217598646	ویڈیو (محترم شجاع الدین شیخ) خلاصۂ مضامین قرآن
مسجد جامع القرآن مرکز تنظیم اسلامی رحمٰن ٹاون فورٹ عباس 03334421261	ویڈیو (محترم شجاع الدین شیخ) خلاصۂ مضامین قرآن

دورۂ ترجمہ قرآن (ملتان)

راجستھان میرج کلب، ممتاز آباد ملتان☆ 03226187858	محترم مرزا قمر رئیس دورہ ترجمہ قرآن
مسجد حاجرہ یاسین، بی سی جی چوک ملتان☆ 03226187858	محترم عرفان بٹ دورہ ترجمہ قرآن
مسجد قرآن اکیڈمی، آفیسرز کالونی ملتان 03226187858	محترم عثمان صابر دورہ ترجمہ قرآن
مسجد قرطبہ، ملتان کینٹ ☆ 03226187858	محترم سلیم اختر دورہ ترجمہ قرآن
مسجد قرآن اکیڈمی، بی زیڈ یو کیمپس ملتان ☆03226187858	محترم فاروق احمد دورہ ترجمہ قرآن
النور فنکشن ہال، نیو ملتان ☆ 03226187858	محترم اسد انصاری دورہ ترجمہ قرآن
زینت میرج کلب، پیراں غائب روڈ ملتان☆03226187858	محترم افضل حق دورہ ترجمہ قرآن
آئیڈیل مارکی طارق روڈ ملتان☆ 03226187858	محترم شہر یار خان دورہ ترجمہ قرآن
نیکسس سکول بہاولپور☆ 03226187858	محترم قاری ندیم ملک دورہ ترجمہ قرآن
ماڈل ٹاون، ڈیرہ غازی خان 03226187858	محترم علی عمران خلاصۂ مضامین قرآن
قرآن اکیڈمی، کوٹ ادو☆ 03226187858	محترم جام عابد حسین دورہ ترجمہ قرآن
خواجہ میرج کلب، شجاع آباد ☆ 03226187858	ویڈیو دورہ ترجمہ قرآن

دورۂ ترجمہ قرآن (سکھر)

جامع مسجد شاہ پنجو تحصیل میہڑ ضلع دادو 03455255100	محترم احمد صادق سومرو خلاصۂ مضامین قرآن
دفتر تنظیم اسلامی سکھر B / 3 پروفیسر ہاؤسنگ سوسائٹی شکار پور روڈ سکھر 03003146113	محترم حافظ ثناء اللہ گبول خلاصۂ مضامین قرآن
مسجد بیت القرآن وہاب گارڈن رحیم یار خان03216776902	ویڈیو (محترم شجاع الدین شیخ) خلاصۂ مضامین قرآن
گلی نمبر 1 مکان نمبر 2 جوہر کالونی صادق آباد03327294618	ویڈیو ڈاکٹر اسرار احمدؒ خلاصۂ مضامین قرآن

دورۂ ترجمہ قرآن (حیدرآباد)

مسجد جامع القرآن گلشن سحر قاسم آباد حیدر آباد☆	محترم شفیع محمد لاکھو دورہ ترجمہ قرآن
مرینہ بینکویٹ، یونٹ نمبر 8، نزد ماجی ہسپتال لطیف آباد حیدر آباد☆	محترم سعد عبداللہ دورہ ترجمہ قرآن
زرین ہال، ٹاور مارکیٹ حیدر آباد☆	محترم محمد فاروق پاشا، دورہ ترجمہ قرآن

دورۂ ترجمہ قرآن (کوئٹہ)

لہڑی گیٹ کوئٹہ 03337860934	محترم عبدالسلام عمر، خلاصۂ مضامین قرآن
ارباب کرم خان روڈ کوئٹہ 03337860934	محترم فدا احمد خلاصۂ مضامین قرآن
ایئرپورٹ روڈ کوئٹہ 03337860934	ویڈیو ڈاکٹر اسرار احمدؒ دورہ ترجمہ قرآن
طوغی روڈ کوئٹہ 03337860934	ویڈیو خلاصۂ مضامین قرآن

We performed amputations of arms and legs daily, using a Gigli saw, a Civil War-era tool, essentially a segment of barbed wire. Many amputations could've been avoided if we'd had access to standard medical equipment. It was a struggle trying to care for all the injured within the constructs of a healthcare system that has utterly collapsed.

I listened to my patients as they whispered their stories to me, as I wheeled them into the operating room for surgery. The majority had been sleeping in their homes, when they were bombed. I couldn't help thinking that the lucky ones died instantaneously, either by the force of the explosion or being buried in the rubble. The survivors faced hours of surgery and multiple trips to the operating room, all while mourning the loss of their children and spouses. Their bodies were filled with shrapnel that had to be surgically pulled out of their flesh, one piece at a time.

I stopped keeping track of how many new orphans I had operated on. After surgery they would be filed somewhere in the hospital, I'm unsure of who will take care of them or how they will survive. On one occasion, a handful of children, all about ages 5 to 8, were carried to the emergency room by their parents. All had single sniper shots to the head. These families were returning to their homes in Khan Yunis, about 2.5 miles away from the hospital, after Israeli tanks had withdrawn. But the snipers apparently stayed behind. None of these children survived.

On my last day, as I returned to the guest house where locals knew foreigners were staying, a young boy ran up and handed me a small gift. It was a rock from the beach, with an Arabic inscription written with a marker: "From Gaza, With Love, Despite the Pain." As I stood on the balcony looking out at Rafah for the last time, we could hear the drones, bombings and bursts of machine-gun fire, but something was different this time: The sounds were louder, the explosions were closer.

This week, Israeli forces raided another large hospital in Gaza, and they're planning a ground offensive in Rafah. I feel incredibly guilty that I was able to leave while millions are forced to endure the nightmare in Gaza. As an American, I think of our tax dollars paying for the weapons that likely injured my patients there. Already driven from their homes, these people have nowhere else to turn.

<u>Courtesy</u>:

https://www.latimes.com/opinion/story/2024-02-16/rafah-gaza-hospitals-surgery-israel-bombing-ground-offensive-children

پریس ریلیز 23 فروری 2024ء

فلسطین پر اسرائیل کے غاصبانہ قبضہ کے خاتمے کے لیے امتِ مسلمہ متحد ہو کر عملی اقدامات کرے

شجاع الدین شیخ

فلسطین پر اسرائیل کے غاصبانہ قبضہ کے خاتمے کے لیے امتِ مسلمہ متحد ہو کر عملی اقدامات کرے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ عالمی عدالتِ انصاف میں اسرائیل کے فلسطین پر غاصبانہ قبضہ کے حوالے سے کیس کی سماعت جاری ہے اور آج پاکستان نے اس سلسلے میں اپنا مؤقف پیش کرنا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ناجائز صہیونی ریاست کے حوالے سے پاکستان کی اٹل پالیسی کو قائداعظم نے طے کر دیا تھا۔ بانیٔ پاکستان نے اسرائیل کو مغرب کا ناجائز بچہ قرار دیا تھا اور اس عزم کا بھی اظہار کیا تھا کہ پاکستان فلسطین کے مسلمانوں کی مدد کے لیے ہر حد تک جائے گا اور اگر ضرورت پڑی تو عسکری کارروائی کو بھی بروئے کار لایا جائے گا۔ امیر تنظیم نے کہا کہ آج اسرائیل فلسطینی مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے عملی اقدامات کر رہا ہے۔ پاکستان کو چاہیے کہ عالمی عدالتِ انصاف میں ناجائز صہیونی ریاست کے حوالے سے بانیٔ پاکستان کی طرف سے دی گئی مستقل اور ناقابلِ ترمیم پالیسی کے عین مطابق فلسطین پر اسرائیل کے غاصبانہ قبضہ کو فی الفور ختم کرنے کا مطالبہ کرے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر ایٹمی صلاحیت کا حامل اسلامی جمہوریہ پاکستان اسرائیل کو درندگی ختم کرنے کا الٹی میٹم دے تو اسرائیل اور اُس کے سرپرست ممالک کے لیے اس کے علاوہ کوئی راستہ باقی نہ رہے گا کہ وہ فلسطینیوں پر جاری ظلم و ستم کو روکیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان واضح اور دوٹوک انداز میں حق کے ساتھ اور باطل کے خلاف کھڑا ہونے کا اعلان کرے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

I'm an American Doctor Who Went to Gaza

What I Saw Wasn't War — It Was Annihilation

By Irfan Galaria, Los Angeles Times

In late January, I left my home in Virginia, where I work as a plastic and reconstructive surgeon and joined a group of physicians and nurses traveling to Egypt with the humanitarian aid group MedGlobal to volunteer in Gaza.

I have worked in other war zones. But what I witnessed during the next 10 days in Gaza was not war — it was annihilation. At least 28,000 Palestinians have been killed in Israel's bombardment of Gaza. From Cairo, Egypt's capital, we drove 12 hours east to the Rafah border. We passed miles of parked humanitarian aid trucks because they weren't allowed into Gaza. Aside from my team and other envoy members from the United Nations and World Health Organization, there were very few others there.

Entering southern Gaza on Jan. 29, where many have fled from the north, felt like the first pages of a dystopian novel. Our ears were numb with the constant humming of what I was told were the surveillance drones that circled constantly. Our noses were consumed with the stench of 1 million displaced humans living in close proximity without adequate sanitation. Our eyes got lost in the sea of tents. We stayed at a guest house in Rafah. Our first night was cold, and many of us couldn't sleep. We stood on the balcony listening to the bombs, and seeing the smoke rise from Khan Yunis.

As we approached the European Gaza Hospital the next day, there were rows of tents that lined and blocked the streets. Many Palestinians gravitated toward this and other hospitals hoping it would represent a sanctuary from the violence — they were wrong.

People also spilled into the hospital: living in hallways, stairwell corridors and even storage closets. The once-wide walkways designed by the European Union to accommodate the busy traffic of medical staff, stretchers and equipment were now reduced to a single-file passageway. On either side, blankets hung from the ceiling to cordon off small areas for entire families, offering a sliver of privacy. A hospital designed to accommodate about 300 patients was now struggling to care for more than 1,000 patients and hundreds more seeking refuge.

There were a limited number of local surgeons available. We were told that many had been killed or arrested, their whereabouts or even their existence unknown. Others were trapped in occupied areas in the north or nearby places where it was too risky to travel to the hospital. There was only one local plastic surgeon left and he covered the hospital 24/7. His home had been destroyed, so he lived in the hospital, and was able to stuff all of his personal possessions into two small hand bags. This narrative became all too common among the remaining staff at the hospital. This surgeon was lucky, because his wife and daughter were still alive, although almost everyone else working in the hospital was mourning the loss of their loved ones.

I began work immediately, performing 10 to 12 surgeries a day, working 14 to 16 hours at a time. The operating room would often shake from the incessant bombings, sometimes as frequent as every 30 seconds. We operated in unsterile settings that would've been unthinkable in the United States. We had limited access to critical medical equipment:

Vol: 33 Regd. No. C.P.L NO.114 No.09

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore